ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

6 ذیقعدہ 1443ھ | جون 2022ء

عزم وہمت اور صبر واستقامت کے
92 سال

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، ازواج مطہرات، بنات طاہرات رضی اللہ عنہم اجمعین اور اپنے مرحومین کی طرف سے غرباء، یتامیٰ مساکین، مستحق و نادار طلباء اور نومسلمین کی کفالت جیسے عظیم **مقاصد** کے لیے

1443-2022

قربانی عطیہ کیجیے

گوشت نومسلمین وغرباء میں تقسیم کروائیں

ملتان گائے فی حصہ **15,000**

ملتان وقف قربانی بکرا **30,000**

0300-6385277,0300-8020384

چناب نگر گائے فی حصہ **18,000**

چناب نگر وقف قربانی بکرا **30,000**

0301-3138803,0301-5317422

لاہور گائے فی حصہ **18,500**

0300-4240910
0300-4037315

ناگڑیاں گائے فی حصہ **18,500**

0301-6221750

چیچہ وطنی گائے فی حصہ **16,000**

0300-2039453,0300-6901649

اہم ہدایات ★ حصہ کی رقم ایک ہی بار مکمل جمع کروائیں ★ حصہ مقرر ہونے کے بعد تبدیل نہیں ہوگا ★ اپنا حصہ طے شدہ دن کے اندر وصول کریں بعد میں ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا ★ گوشت کے وزن میں کمی، بیشی ہوسکتی ہے ★ سری پائے کی تقسیم کا اختیار ادارہ کو ہوگا ★ جانور کی کھال یا اس کی رقم ادارہ کے لیے ہوگی ★ بینک کی کمائی والے احباب کی قربانی میں شرکت سے ادارہ معذرت خواہ ہے ★ حصہ کی رقم اندازے سے مقرر کی جاتی ہے کمی بیشی کا امکان موجود ہے

شعبہ خدمت خلق مجلس احرار اسلام پاکستان

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 33 شمارہ 06 جون 2022ء / ذیقعدہ ۱۴۴۳ھ

Regd.M.NO.32

بیاد سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر

عبد اللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ——— -/300 روپے

بیرون ملک ——— -/5000 روپے

فی شمارہ ——— -/30 روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

تشکیل

اداریہ	نئی حکومت، ذمے داریاں اور تقاضے	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات	انسدادِ سود کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت کا تاریخی فیصلہ!	عبد اللطیف خالد چیمہ	4
افکار	پبلک سروس کمیشن بلوچستان کے نصاب سے قادیانی کتاب کا اخراج	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	5
//	عنوان: قادیانی کتاب کا نصاب سے اخراج	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	7
//	ہم شرمندہ ہیں	حبیب الرحمٰن بٹالوی	9
دین و دانش	حدیث ثقلین سے حق خلافت کا استدلال درست نہیں (آخری قسط)	عطاء محمد جنجوعہ	10
//	دیانتدار تاجر کا ثواب غازیوں اور شہداء کے برابر!	عثمان محی الدین	15
//	دعوتی و اصلاحی پیغام آخری قسط	عطاء محمد جنجوعہ	17
//	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف	واجد ہاشمی	21
//	تکبر ذلیل کرتا ہے	ظفر اللہ خان	24
آپ بیتی	سُرخ لکیر (قسط نمبر 1)	مدیر احرار ماسٹر تاج الدین انصار	26
خطاب	واقعاتِ سیرتِ طیبہ و سیرتِ صحابہ رضی اللہ عنہم (قسط نمبر 2)	مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	34
//	مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم ملتان میں نئے تعلیمی سال کے آغاز پر افتتاحی تقریب	خطاب: مولانا سید محمد کفیل بخاری	41
ادب	نعت	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	48
//	لشکرِ احرار	پروفیسر خالد شبیر احمد	49
مطالعۂ قادیانیت	دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری؟ قسط نمبر (1)	شیخ راحیل احمد مرحوم	51
اخبار الاحرار	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	56
ترحیم	مسافرانِ آخرت	ادارہ	62

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات

سید محمد کفیل بخاری

نئی حکومت، ذمے داریاں اور تقاضے

تحریک عدم اعتماد کی کامیابی کے نتیجے میں قائم ہونے والی اتحادی حکومت بھی عالمی مالیاتی اداروں کے سامنے بے بس نظر آرہی ہے۔ وزیر اعظم شہباز شریف نے 27 مئی کو قوم سے اپنے پہلے خطاب میں فرمایا:

> ’’پٹرول کی قیمت میں اضافہ دل پر پتھر رکھ کر کیا، پاکستان کو دیوالیہ پن سے بچانے کے لیے یہ ناگزیر تھا۔ آئی ایم ایف سے کڑی شرائط پر معاہدہ سابق حکومت نے کیا اور ملک کو معاشی طور پر تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا۔ حکومت سنبھالی تو ہر شعبہ تباہی کی داستان سنا رہا تھا۔ سابق دور حکومت میں قرض 20 ہزار ارب سے بڑھ گیا۔ قومی ترقی کا سفر آگے بڑھانے کے لیے ہر مشکل فیصلہ کریں گے‘‘

2018ء کے انتخابات کے نتیجے میں جناب عمران خان بڑے زوروں سے اقتدار میں لائے گئے۔ انہوں نے قوم سے بہت وعدے کیے اور ملک کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کرنے کے لیے دعوے کیے۔ حقیقت تو یہی ہے کہ وہ اپنے وعدے پورے کر سکے نہ دعووں کو عملی شکل دے سکے۔ ساڑھے تین برس وہ اپنے دعووں کی عملاً نفی کرتے رہے۔ انہوں نے آئی ایم ایف کے پاس نہ جانے کا عہد کیا لیکن وہ سر کے بل چل کر گئے۔ اُن کی تمام شرائط کو قبول کیا، جس کے نتیجے میں ملک معاشی طور پر تباہ ہو کر رہ گیا۔

ہمیں خان صاحب سے کوئی ذاتی عناد نہیں۔ وہ ملک کے وزیر اعظم تھے تو انہوں نے قوم کو بہت امیدیں دلائی تھیں۔ سادہ لوح عوام حسب روایت امیدوں سے دل لگا بیٹھی اور وعدوں پر اعتبار کر لیا۔ نتیجہ وہی مایوسی اور ناکامی جسے گزشتہ 75 برس سے عوام بھگت رہی ہے۔

وزیر اعظم شہباز شریف کی بات سے اتفاق نہ بھی کریں تب بھی یہ بات طے شدہ ہے کہ اگر آج عمران خان صاحب کی حکومت ہوتی تو وہ بھی پٹرول کی قیمت میں مجبوراً اضافہ کرتے کیوں کہ انہوں نے ہی آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے نقصان دہ شرائط پر معاہدے کیے تھے۔

صرف عمران خان کو اقتدار سے نکالنا تو کوئی مقصد نہیں۔

سابق اپوزیشن اور موجودہ اتحادی حکومت کی اخلاقی، سیاسی اور قومی ذمے داری ہے کہ جن مسائل کی بنیاد پر عمران خان کو اقتدار سے الگ کیا اب اُن کو حل کریں۔ مہنگائی سب سے بڑا مسئلہ تھا اور ہے، لیکن پٹرولیم مصنوعات

کی قیمتوں میں شدید اضافے سے اب ہر چیز مزید مہنگی ہوگئی ہے۔ ایک طوفان ہے جو تھمنے میں نہیں آرہا۔ یہی موجودہ حکومت کے لیے سب سے بڑا چیلنج ہے۔ دو ہزار روپے ریلیف پیکج اونٹ کے منہ میں زیرہ ہے۔ اس سے غریب آدمی کے مسائل حل ہوں گے نہ مہنگائی کم ہوگی۔

موجودہ اتحادی حکومت کو بہر حال غریب عوام کے مسائل حل کرنا ہوں گے۔ مہنگائی کم کریں، ملک کی نظریاتی اساس کا تحفظ کریں اور اصل شناخت بحال کریں۔ جناب عمران خان صاحب دھرنا دے کر اقتدار میں آئے اور محرومی اقتدار کے بعد پھر دھرنا دینے نکلے ہیں۔ تب بھی اسمبلیوں کی تحلیل اور انتخابات کا مطالبہ کیا تھا۔ اب بھی یہی مطالبات کر رہے ہیں۔ کیا ملک وقوم کے مسائل کا حل دھرنوں اور احتجاجی مظاہروں میں ہی ہے؟

ملک کو آزاد ہوئے 75 برس ہوگئے اور ہم ابھی تک حصول آزادی کا سفر کر رہے ہیں۔ سیاست میں تشدد، تفرقہ اور تعصب ملکی سلامتی کے لیے انتہائی خطرناک ہیں۔ کوئی شخص یا جماعت ریاست کے لیے ناگزیر نہیں بلکہ ملک، ریاست، آئین اور مخلص ومحبّ وطن حکومت ہم سب کی ناگزیر ضرورت ہے۔ ملک آئین کے مطابق چلانے سے ہی مستحکم ہوگا نا کہ اپنی خواہشات کے مطابق۔ ملک کو ''اسلامک ٹچ'' کی نہیں بلکہ آئین پر عمل کرتے ہوئے مکمل اسلامی نظام نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔

وزیر اعظم شہباز شریف نے اپنی قومی تقریر میں جن اہداف کو حاصل کرنے اور ملک کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کرنے کا جو عہد کیا ہے موجودہ حالات میں یہ بڑا چیلنج ہے۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ساتھ کیے گئے معاہدات پر نظر ثانی، متبادل حل کی تلاش، اپنے وسائل پر انحصار اور مہنگائی سے نجات انتہائی اہم اور ضروری ہے۔ ملک میں سود کی لعنت کا خاتمہ اسلامی ریاست کا بنیادی تقاضا ہے۔ سود کے خاتمے کے لیے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر عمل درآمد حکومت کی ذمے داری ہے۔

اللہ تعالیٰ حکمرانوں کو اپنا عہد نبھانے اور وطن عزیز کی ترقی واستحکام کے لیے محنت کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس کا التوا

26ء مئی کو مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اہم اجلاس منعقد ہونا تھا۔ جو ملکی حالات کی خرابی اور راستوں کی بندش کی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا تھا۔ اجلاس کی آئندہ تاریخ کا تعین کر کے جلد ہی معزز ارکان کو مطلع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ (از مرکزی دفتر احرار، ملتان)

عبداللطیف خالد چیمہ

انسداد سود کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت کا تاریخی فیصلہ!

وفاقی شرعی عدالت اسلام آباد کے تین رکنی بینچ نے 26 رمضان المبارک 1443ھ مطابق 28 اپریل 2022ء جمعرات کو تقریباً 19 سال بعد امتناع سود کے حوالے سے ایک تاریخ ساز فیصلہ سنایا جس کے مطابق سود کو شریعت کے منافی قرار دیا گیا اور لازمی قرار دیا گیا کہ 5 سال کی مدت کے اندر سود سے پاک بینکاری کا نظام قائم کیا جائے، قیام ملک سے اب تک ہماری تمام تر معیشت کا انحصار سودی نظام پر ہے جو صریحاً اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے مترادف ہے، آئین پاکستان 1973 میں طے پایا کہ 5 سال کے اندر اندر سودی لعنت سے ملک پاک کیا جائے گا، لیکن امپورٹڈ قوانین اور سامراجی ہتھکنڈوں کے پیش نظر مسئلہ حکمرانوں کی نہ صرف توجہ حاصل نہ کر سکا بلکہ تین مرتبہ اعلیٰ ملکی عدالتیں امتناع سود کے حق میں فیصلے دے چکی ہیں، پہلا فیصلہ وفاقی شرعی عدالت نے نومبر 1991 کو دیا جس کے خلاف نواز شریف حکومت سپریم کورٹ اپیل میں چلی گئی 23 دسمبر 1999ء کو سپریم کورٹ نے بھی سود کے خاتمے کا حکم صادر کیا، پرویز مشرف کے سیاہ ترین دور اقتدار میں سرکاری ایماء پر ایک بنک کے ذریعے سپریم کورٹ کے فیصلے کو چیلنج کر دیا گیا، حکمران قریبی، سابقہ ہوں، یا موجودہ یا پھر آنے والی مقتدرہ، سود جیسی لعنت کو جاری رکھنے کا سبب نہ بنیں تو اسی میں عافیت ہے اور ملک میں اسلامائزیشن کی طرف عملاً پہلا قدم بھی، اب جبکہ دنیا کے کئی مسلم وغیر مسلم ممالک میں سودی معیشت سے جان چھڑائی جا رہی ہے، خود ہمارے ملک میں بعض بنک غیر سودی بینکاری کی طرف قدم اٹھا بھی چکے ہیں اور بقیہ اکثر بنکوں نے غیر سودی بنکنگ کیلئے الگ کاؤنٹر بنا دیئے ہیں، انسداد سود کیلئے طویل عرصے سے تحریک انسداد سود، جماعت اسلامی پاکستان اور تنظیم اسلامی پاکستان مسلسل آئینی وقانونی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں، مجلس احرار اسلام پاکستان اس پرامن جدوجہد میں شانہ بشانہ ان کے ساتھ ہے، ہم ان سطور کے ذریعے یہ کہنا چاہیں گے کہ بعض سیاسی انتہا پسند اور کچھ عناصر وفاقی شرعی عدالت کے اس تاریخ ساز فیصلے کے خلاف عالم کفر کا حق الخدمت ادا کرنے کیلئے پر تول رہے ہیں، خدانخواستہ ایسا ہوا تو انہیں سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا، ویسے بھی یہ عمل دستور پاکستان کی بھی نفی ہے اور بانیء پاکستان کے وژن کی بھی۔

قادیانیت نوازی کا تسلسل جاری ہے

امریکی مداخلت تو قیام ملک سے پہلے ہی شروع ہوگئی تھی اور آج تک ہم سامراج کی مداخلت کا شکار ہیں، قیام ملک کے بعد پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ موسیو ظفر اللہ خان نے امریکی وسامراجی مداخلت کو پروان چڑھایا اور دنیا کے پاکستانی سفارت خانوں کو قادیانی تبلیغ کے اڈوں میں تبدیل کیا، تحریک ختم نبوت 1953ء اسی کا ردعمل تھی، اطلاعات کے مطابق آذربائیجان کے پاکستانی سفارت خانے میں سکہ بند قادیانی بلال احمد متعین ہے اور اس کی تعیناتی گزشتہ دور اقتدار میں ہوئی جو اب بھی جاری ہے، قادیانی سفیر نے سفارت خانے کو قادیانیوں کے سپرد کر رکھا ہے اور اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر رہا ہے، ہمارا مطالبہ ہے کہ بلال قادیانی کو اس منصب سے الگ کیا جائے اور بیرون ممالک پاکستان کے امیج کو خراب نہ کیا جائے، علاوہ ازیں گزشتہ ماہ ضلع شیخوپورہ میں قادیانیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے زین علی کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے جو حمزہ شہباز شریف کی حکومت میں دن دیہاڑے قادیانی دہشت گردی کا شکار ہوا۔

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

پبلک سروس کمیشن بلوچستان کے نصاب سے قادیانی کتاب کا اخراج

ہمارے اداروں میں غفلت شعاری کا جب سے رواج پڑا ہے، مجال ہے کہ اب تک اُس میں کوئی تبدیلی آئی ہو۔ دراصل تبدیلی اُس وقت آتی ہے کہ جب تبدیلی لانے کی خواہش من کے اندر سے پھوٹتی ہے۔ برطانوی دور میں لارڈ میکالے نے غلام اذہان کے لیے جو نصابِ تعلیم مقرر کیا تھا، وہ آج تک کسی بھی تبدیلی کے بغیر اب تک ہمارے تعلیمی اداروں کا رول ماڈل ہے، جسے پڑھ کر مغرب سے مرعوبیت کے اثرات لیے، بیروزگاروں کے لشکر کے لشکر اُمڈے چلے آتے ہیں۔ شاید کبھی ہم نیند کے ماتے بیدار ہوں اور فکری غلامی و مرعوبیت سے ہماری جان چھوٹ سکے!

بلوچستان پبلک سروس کمیشن 1970ء میں معرض وجود میں آیا تھا۔ تب پبلک سروس کمیشن کا جو نصاب منظور کیا گیا۔ اس میں قادیانیوں کے لاہوری گروہ کے سربراہ محمد علی لاہوری کی کتاب "Early Caliphate" بھی نصاب کا حصہ بنا دی گئی۔ وثوق کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ کتاب جان بوجھ کر کسی قادیانی، یا قادیانی نواز نے شامل کرائی، یا پھر اسے غلط فہمی سے کسی ''مسلمان'' مصنف کی کتاب سمجھ کر نصاب میں شامل کرلیا گیا، کیونکہ اُس وقت قادیانی آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار نہ پائے تھے۔ بہرحال مسلسل 52 سال تک یہ کتاب پبلک سروس کمیشن بلوچستان کے نصاب میں اسلامیات کے پرچہ کے لیے معاون کتاب کی حیثیت سے شامل رہی اور اُسے مقابلہ کے امتحان کے لیے ہمیشہ تجویز کیا جاتا رہا اور مسلمان طلبا اِس کا مطالعہ کرتے رہے۔ جب کوئی نوخیز طالب علم جسے فتنہ قادیانیت سے آگاہی نہ ہو، کسی قادیانی مصنف کی ایسی کتابیں پڑھتا ہے تو لامحالہ اُس کو مصنف کی دیگر کتب پڑھنے سے بھی دل چسپی پیدا ہوجاتی ہے۔ اب محمد علی لاہوری ہی کی مثال لیں۔ اُس نے قرآن کا انگریزی میں ترجمہ اور تفسیر لکھی، حدیث کے متعلق بھی اُس کی کتب موجود ہیں۔ جب طلبا بے خبری میں ایسی قادیانی کتب پڑھیں گے تو قادیانیت سے جان پہچان نہ ہونے کے سبب وہ بھی کفر وارتداد کے اس گڑھے میں گرتے جائیں گے۔ خدا معلوم کہ اس کتاب کے ذریعے قادیانیوں کے لٹریچر تک رسائی پانے کے بعد کتنے مسلمان نوجوان ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

قارئین محترم! مختصراً لاہوری مرزائیوں کا تعارف پیش خدمت ہے۔ لاہوری مرزائیوں کا سربراہ محمد علی لاہوری کپورتھلہ (ہندوستان) کا رہنے والا تھا۔ اُس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کی تھی اور وہ مرزا قادیانی کے جانشین حکیم نورالدین کی موت کے بعد خلافت کا امیدوار تھا، لیکن وہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیرالدین کے دعویٰ خلافت کے سامنے نہ ٹھہر سکا اور وہ قادیان سے رُسوا ہوکر لاہور آ گیا۔ جہاں اُس نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بنا کر، کتب کی اشاعت اور سہ روزہ ''پیغامِ صلح'' کا اجرا کیا۔ بظاہر یہ لاہوری گروہ مرزا قادیانی کو نبی ماننے سے انکاری تھا اور اُسے مسیح موعود، مہدی اور مجدد تسلیم کرتا تھا، مگر درحقیقت لاہوری مرزائی بھی مرزا قادیانی کی نبوت کے قائل تھے، چونکہ قادیانیوں کی اکثریت مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیرالدین کی خلافت کو مان چکی تھی اور مرزا بشیرالدین

نے پاکستان بننے کے بعد ربوہ (چناب نگر) میں اپنا مضبوط مرکز قائم کرلیا تھا۔اس لیے اُن کے مقابلہ میں لاہوری فرقہ کو زیادہ فروغ نہ مل سکا۔اب پاکستان میں اُن کی قلیل تعداد پائی جاتی ہے اور عملاً اُن کی سرگرمیاں بہت ہی کم ہوچکی ہیں۔لاہور ہی اُن کی محدود سرگرمیوں کا مرکز ہے۔البتہ بعض بیرونی ممالک میں اُن کے سنٹر اور عبادت گاہیں موجود ہیں۔اُن کی کتب اُن کی ویب سائٹس پر اب بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پبلک سروس کمیشن جیسا اہم بنیادی ادارہ ،جس کے ذریعے جدید تعلیم یافتہ نوجوان منتخب ہوکر، ملک کی اہم اسامیوں پر تعینات ہوتے ہیں،اُس کے متعینہ ومقرر کردہ نصاب تعلیم میں ایسی فاش غلطیاں کیوں موجود ہیں؟ تین سال پہلے مذہبی طبقہ کے شدید مطالبات اور پنجاب اسمبلی میں مسئلہ اٹھائے جانے کے بعد، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کو یاسمین ملک کی کتاب "Islm...beliefs and practices" پر پابندی کے احکامات جاری کرنے پڑے تھے، کیونکہ اس کتاب میں سیدنا عثمان ذوالنورین،سیدنا علی المرتضیٰ،سیدنا معاویہ اور سیدنا عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق توہین آمیز مواد موجود تھا اور یہ کتاب او لیول کے طلبا کو بطور معاون کتاب کے پڑھائی جارہی تھی۔ایسی گستاخانہ مواد پر مبنی زہریلی کتابوں کی ضبطی کے لیے آخر عوام ہی کو کیوں مطالبات کرنے پڑتے ہیں؟ حکومت کا چیک اینڈ بیلنس کا نظام آخر کس مرض کی دوا ہے؟اگر سرکاری ادارے اپنا صحیح کردار اَدا کریں تو ایسی سنگین غلطیوں کے ارتکاب کی کبھی نوبت ہی نہ آئے۔

جب بلوچستان پبلک سروس کمیشن کے نصاب میں محمد علی لاہوری کی مذکورہ بالا کتاب میرے علم میں آئی تو میں نے 21 رمئی 2022ء کو بحیثیت سیکرٹری اطلاعات مجلس احرار اسلام چیئر مین، ڈپٹی ڈائریکٹر امتحانات، گورنر، سیکرٹری تعلیم، چیف سیکرٹری اور وزیر تعلیم بلوچستان کو خطوط لکھ کر اِس معاملہ کی طرف توجہ دلائی اور اُن سے مطالبہ کیا کہ اس کتاب کو فی الفور نصاب سے خارج کر کے، مسلمان طلبا کے ایمان کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔الحمدللہ جس کا خاطر خواہ اثر ہوا، اور صرف تین دن بعد 25 رمئی کو سیکرٹری بلوچستان پبلک سروس کمیشن نے ایک نوٹی فیکیشن نمبر PSC2022/Exam3581 کے ذریعے قادیانی مصنف محمد علی کی کتاب نصاب سے خارج کر دی گئی اور اس کی جگہ دیگر مصنفین کی کتابیں نصاب میں شامل کر دی گئیں۔اس فوری ایکشن لینے پر جہاں بلوچستان پبلک سروس کمیشن کے ذمہ داران ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کے جذبات کی حساسیت کا بروقت احساس کیا اور معاملہ کو لٹکائے رکھنے کے بجائے اُسے فوری حل کیا، وہیں قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری ، جناب عبداللطیف خالد چیمہ سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان اور دیگر کارکنانِ احرار وختم نبوت کی مساعی قابل تحسین وتشکر ہیں کہ انہوں نے اس اہم دینی ایشو پر اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کیں۔جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی اور مذکورہ کتاب کے نصاب سے اخراج کی بدولت مستقبل میں نوجوانوں کے ایمان وعقائد کے تحفظ کا سامان پیدا ہوا۔مولیٰ کریم تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر سرگرم تمام مجاہدین کی حفاظت فرمائے اور اُن کی جہدِ مسلسل کو قبول فرما کر ذریعہ نجات بنادے، آمین۔

مجلس احرار اسلام پاکستان

69 سی، حسین سٹریٹ، نیو مسلم ٹاؤن، وحدت روڈ لاہور۔فون 35912644(042)

تاریخ: 21.05.2022 نمبر:260/A

عنوان: قادیانی کتاب کا نصاب سے اخراج

بخدمت جناب چیئر مین بلوچستان پبلک سروس کمیشن، کوئٹہ کینٹ۔(بلوچستان)

جناب عالی!

بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی جانب سے 4رفروری 2022ء کو مختلف اسامیوں کے لیے ایک اشتہار (BPSC Advertisement # 04/2022 Jobs) جاری کیا گیا۔مذکورہ اشتہار کے تحت ڈپٹی ڈائریکٹر امتحانات بلوچستان پبلک سروس کمیشن نے مقابلہ کے امتحانات کے لیے آٹھ صفحات پر مشتمل نصاب (Syllabus) جاری کیا۔اُس مقررہ نصاب کے اشتہار کے صفحہ نمبر:5 پر گروپ:E کے اسلامیات کے عنوان کے تحت جن چار کتب کے مطالعہ کی ہدایت کی گئی۔اُن کتب میں چوتھے نمبر پر ایک کتاب

"*The early Caliphate*" by Muhammad Ali بھی تجویز کی گئی۔اس کتاب کا مصنف قادیانیوں کے لاہوری فرقہ کا سربراہ محمد علی لاہوری ہے۔یہ کتاب لاہوری مرزائیوں کی ویب سائٹ کے درج ذیل لنک پر بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہے:

https://aaiil.org/text/books/mali/earlycaliphate/earlycaliphate.shtm

جبکہ اِن links سے بھی کتاب ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے:

Link 1)

https://archive.org/details/in.ernet.dli.2015.279972

Link 2)

https://www.indianculture.gov.in/ebooks/early-caliphate

جناب والا! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ قادیانیوں کے دونوں فرقے یعنی قادیانی اور لاہوری مرزائی پاکستان کے دستور ساز اِدارہ قومی اسمبلی کے 7رستمبر 1974ء کے متفقہ فیصلے اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ 260(3)B کے تحت غیر مسلم اقلیت ہیں، جبکہ قادیانیوں کی کتب کی اشاعت اور قادیانی مذہب کی تبلیغ آئین پاکستان کے مطابق قابل تعزیر جرم ہے۔لہٰذا اِن واضح قانونی و آئینی ضوابط و احکامات کے تحت کسی قادیانی مصنف کی

کتاب کو مسلمان طلبا کے لیے تجویز (Recomend) کرنا، درحقیقت اُنہیں قادیانیت کی طرف مائل کرنے اور کفر و ارتداد کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ مسلمان طلبا کے لیے ایسی کتاب کا تجویز کیا جانا بحیثیت مسلمان مذہباً جرم اور بحیثیت پاکستانی شہری آئین پاکستان کی صریح خلاف ورزی ہے۔

لٰہذا فی الفور محمد علی لاہوری مرزائی کی کتاب **"The early Caliphate"** کو بلوچستان پبلک سروس کمیشن کے مذکورہ نصاب سے خارج کیا جائے اور اُس کی جگہ کسی مسلمان مصنف کی کتاب کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ کمیشن کے اس اقدام سے مسلمانوں کے دل اور اُن کے جذبات شدید مجروح ہیں۔ امید ہے کہ کمیشن عملی قدم اٹھا کر مسلمانانِ پاکستان کے جذبات و احساسات کا احترام کرے گا اور ایک فوری وضاحت بھی جاری کرے گا۔ کمیشن کا ایسا اقدام یقیناً پاکستان کے مستقبل یعنی تعلیم یافتہ نوجوانوں کے ایمان کو قادیانیت کے مذموم عقائد و نظریات سے بچانے کا سبب اور پاکستان کے وجود کے تحفظ و بقا کا ذریعہ بنے گا۔

والسلام

ڈاکٹر عمر فاروق احرار مرکزی سیکرٹری اطلاعات

مجلس احرار اسلام پاکستان

copy to:

گورنر بلوچستان

چیف سیکرٹری بلوچستان

سیکرٹری تعلیم بلوچستان

وزیر تعلیم بلوچستان

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

بہ فیضان نظر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

30 جون 2022ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

حضرت حافظ سید محمد کفیل بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب درسِ قرآن ہوتا ہے

الداعی انتظامیہ مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061 4511961

حبیب الرحمٰن بٹالوی

ہم شرمندہ ہیں

دل فگار ہے...... ہر آنکھ اشک بار ہے۔ مسجدِ نبویؐ میں جہاں بڑے بڑے پارسا بھی سانس بند کر کے آتے ہیں۔ ''نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا'' ...... جہاں فرشتے بھی سر جھکائے ہوئے رہتے ہیں......جن کا نام سنتے ہی سب صلِّ علیٰ کہتے ہیں...... جہاں جانے والے کا بخت جواں ہوتا ہے......اور جن کی چوکھٹ پہ فلک بھی سجدہ کناں ہوتا ہے......جس ہستی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے ایمان والو! اپنی آواز، نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے بلند نہ کرو اور نبی کے ساتھ اونچی آواز سے بات نہ کرو۔ جس طرح تم آپس میں بات کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارے سب اعمال برباد ہو جائیں۔ اور تمھیں اس بربادی کا شعور تک نہ ہو۔ (سورۃ الحجرات، آیت:2)

اُس دیارِ پاک میں میرے وطن کے کچھ لوگوں نے بلند بانگ آوازے کسے۔ ہُلڑ بازی کی، غلیظ زبان استعمال کی۔ مسجدِ نبویؐ میں ایک طرف مغرب کی اذان ہو رہی تھی اور دوسری طرف نعرے لگ رہے تھے۔ لوگ وہاں درود و سلام پڑھتے ہیں اور انھوں نے وہاں بدتمیزی کا شرمناک مظاہرہ کیا۔ لوگ یہ سفر، سعادت و خوش بختی کے لیے اختیار کرتے ہیں اور انھوں نے یہ سفر لعنت ملامت کے لیے اختیار کیا۔

افسوس! ان لوگوں نے مسجدِ نبویؐ کی حرمت کو پامال کیا۔ پاکستان کو دنیا بھر میں بدنام کیا۔ کم از کم اتنا ہی خیال کر لیتے کہ ہم کس جگہ پہ کھڑے ہیں۔ برا ہو اس سیاست کا......لیلائے اقتدار کی ہوس میں آدمی اتنا اندھا ہو جاتا ہے کہ اُسے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کا بھی ہوش نہیں رہتا۔ اور اُن بدبخت لوگوں کی مذمت کرنے کے بجائے یہ کہا گیا کہ:

''جو ہوا۔ پاکستانیوں کے جذبات تھے...... مدینے میں جو کچھ ہوا۔ وہ اُن کے اعمال کا نتیجہ تھا...... مسجدِ نبویؐ میں نعرے لگانے والے ہماری جماعت کے کارکن نہیں تھے...... پاکستانی تھے...... جو کچھ ہوا، مسجدِ نبوی کے باہر ہوا''۔

خدایا! تیری دوہائی ہے! یہ کیسی بے شرمی اور ڈھٹائی ہے! جو دنیائے اسلام کے لیے باعثِ رسوائی ہے......دلوں کا رنجِ گراں...... کیسے ہو بیاں...... چہروں پر درد کی گرد جمی ہے......آنکھوں میں دکھ کی نمی ہے......ہم شرمندہ ہیں......رنجیدہ ہیں......غم زدہ ہیں......آفت رسیدہ ہیں...... عاصی ہیں......خطا کار ہیں...... تیری رحمت کے امیدوار ہیں......الٰہی! تو قادر ہے...... پکڑے تو مالک ہے......معاف کر دے تو تیری مہربانی......ہم کسی بھی آزمائش کے متحمل نہیں ہو سکتے...... تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں...... تیرا ہی دم بھرتے ہیں......اور تیری طرف ہی رجوع کرتے ہیں......ہم پوری اُمت کی طرف سے تجھ سے معافی مانگتے ہیں۔

(29/اپریل، 2022ء)

عطاء محمد جنجوعہ　آخری قسط

حدیث ثقلین سے حق خلافت کا استدلال درست نہیں

سیدنا علی المرتضیٰ نے اللہ کے ذکر کے بعد نبی کریم کی سنت پر گامزن رہنے کو افضل الھدیٰ فرمایا لیکن اس کے ساتھ تیسری چیز سے تمسک کا ذکر نہیں کیا۔

وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا الله وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ شَهَادَتَيْنِ تُصْعِدَانِ الْقَوْلَ وَشَهَادَتَيْنِ تُصْعِدَانِ الْقَوْلَ وَتَرْفَعَانِ الْعَمَلَ لَايَخِفُّ مِيْزَانٌ تُوْضَعَانِ فِيْهِ وَلَايَثْقُلُ مِيْزَانٌ تُرْفَعَانِ عَنْهُ.

اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو وحدہ لاشریک ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عبد اور رسولؐ میں یہ دونوں شہادتیں (اچھی) باتوں کو اُونچا اور (نیک) اعمال کو بلند کرتی ہیں۔ جس ترازو میں انھیں رکھ دیا جائے گا اس کا پلہ ہلکا نہیں ہوگا اور جس میزان سے انھیں الگ کر لیا جائے گا، اس کا پلہ بھاری نہیں ہو سکتا۔

(نہج البلاغہ، خطبہ نمبر 112، مفتی جعفر حسین، ص:324)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دوسرے خطبہ میں بھی توحید و رسالت کی شہادتوں کا ذکر خیر فرمایا:

وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِاَمْرِهٖ صَادِعًا وَ بِذِكْرِهٖ نَاطِقًا فَاَدّٰى اَمِيْنًا وَ مَضٰى رَشِيْدًا وَخَلَّفَ فِيْنَا رَايَةَ الْحَقِّ مَنْ تَقَدَّمَهَا مَرَقَ وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا زَهَقَ وَ مَنْ لَزِمَهَا لَحِقَ دَلِيْلُهَا.

ترجمہ: اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اُس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، جنھیں اللہ نے اپنا امر واضح کر کے سنانے اور اپنا ذکر زبان پر لانے کے لیے بھیجا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے امانت داری کے ساتھ اسے پہنچایا اور راہِ راست پر برقرار رہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے اور ہم میں حق کا وہ پرچم چھوڑ گئے کہ جو اس سے آگے بڑھے گا وہ (دین سے) نکل جائے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا، وہ مٹ جائے اور جو اس سے چمٹا رہے گا وہ حق کے ساتھ رہے گا۔

(نہج البلاغہ، خطبہ نمبر:98، مترجم: مفتی جعفر حسین، ص:293)

فریق ثانی کے نزدیک کلمہ، اذان میں توحید و رسالت کے ساتھ امامت و خلافت کی تیسری شہادت جزو ہے جبکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے اہلِ سنت کے مؤقف کی تائید ہوتی ہے کہ توحید و رسالت کی دو

شہادتیں ہی کلمہ اسلام اور اذان کا جزو ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل بیت سے تمسک کا ذکر نہیں فرمایا۔

علامہ شریف کے بقول سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اشترنخعی کے لیے دستاویز میں تحریر فرمایا:

وارْدُدْ اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ مَا یُضلِعُکَ مِنَ الْخُطُوْبِ وَ یَشْتَبِهُ عَلَیْکَ مِنَ الْاُمُوْرِ فَقَدْ قَالَ اللّٰہ تَعَالٰی لِقَومٍ اَحَبَّ اِرْشَادَھُمْ " یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ " فَالرَّدُّ اِلَی اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ الْاَخْذُ بِمُحْکَمِ کِتَابِہٖ والرَّدُ اِلی الرَّسُوْلِ الاَخْذُ بِسُنَّتِہِ الْجَامِعَہِ غَیْرِ الْمُفَرِّقَۃِ.

ترجمہ: جب ایسی مشکلیں پیش آئیں کہ جن کا حل نہ ہو سکے اور ایسے معاملات کو جو مشتبہ ہو جائیں تو اُن میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرو، کیونکہ خدا نے جن لوگوں کو ہدایت کرنا چاہی ہے، ان کے لیے فرمایا ہے: ''اے ایمان دارو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور ان کی جو تم میں سے صاحبانِ امر ہوں''۔ تو اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کتاب کی محکم آیتوں پر عمل کیا جائے اور رسول کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے اُن متفق علیہ ارشادات پر عمل کیا جائے جن میں کوئی اختلاف نہیں۔

(نہج البلاغہ، عہدنامہ، 53للاشتر النخعی، مترجم: مفتی جعفرحسین، ص: 754)

مذکورہ روایت سے صاف ظاہر ہے کہ جب کوئی مشکل یا تنازعہ کا معاملہ پیش آئے تو کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے کی تلقین حضرت علی المرتضیٰ کے جانب سے کی جا رہی ہے کسی تیسری شخصیت یا چیز کی جانب تمسک کرنے کی حاجت نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ نص قرآن اور سیدنا علی المرتضیٰ کی روشنی میں باہمی تنازعات کا واحد حل صرف کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنا اور تمسک کرنا ہے۔

لیڈر و پیشوا اپنی زندگی میں پیروکاروں کو پیش آمدہ معاملات طے کرنے کے لیے نصیحتیں کرتا رہتا ہے۔ لیکن مرنے سے پیشتر جو وصیت کرتا ہے وہ نہایت اہم اور قیمتی ہوتی ہے اس کی عملی زندگی کا حاصل اور عطر ہوتی ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ زخموں سے چور ہیں۔ فانی دنیا سے کوچ کرہ کا وقت قریب ہے اس موقع پر حضرت علی المرتضیٰ نے لوگوں کو وصیت کی۔

اَیُّھَا النَّاسُ کُلُّ امْرِیءٍ لَّاقٍ مَایَفِرُّ مِنْہُ فِیْ فِرَارِہٖ وَالْاَ جَلُ مَسَاقُ النَّفْسِ. وَالْھَرَبُ مِنْہُ مُوَافَاتُہٗ کَمْ اَطْرَدْتُ الْاَیَّامَ اَبْحَثُھَا عَنْ مَّکْنُوْنِ ھٰذَ االْاَمْرِ فَاَبَی اللّٰہُ اِلَّا اِخْفَآءَہٗ. ھَیْھَاتَ عِلْمٌ مَّخْذُوْنٌ. اَمَّا وَصِیَّتِیْ فَاللّٰہُ لَاتُشْرِکُوْ ابِہٖ شَیًا وَّمُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّمَ فَلا تُضَیِّعُوْا سُنَّتَهٗ اَقِیْمُوْا هٰذَیْنِ الْعَمُوْدَیْنِ وَاَوْقِدُوْا هٰذَیْنِ الْمِصْبَاحَیْنِ وَخَلَاکُمْ ذَمٌّ مَّالَمْ تَشْرُدُوْا!

اے لوگو! ہر شخص اسی چیز کا سامنا کرنے والا ہے جس سے وہ راہ فرار اختیار کیے ہوئے ہے اور جہاں زندگی کا سفر کھینچ کرلے جاتا ہے وہی حیات کی منزل منتہا ہے۔ موت سے بھاگنا اُسے پالینا ہے۔ میں نے اس موت کے چھپے ہوئے بھیدوں کی جستجو میں کتنا ہی زمانہ گذارا مگر مشیّت ایزدی یہی رہی کہ اس کی (تفصیلات) بے نقاب نہ ہوں۔ اُس کی منزل تک رسائی کہاں وہ تو ایک پوشیدہ علم ہے، تو ہاں میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ضائع و برباد نہ کرو۔ ان دونوں ستونوں کو قائم و برقرار رکھو اور ان دونوں چراغوں کو روشن کیے رہو۔ جب تک منتشر و پراگندہ نہیں ہوتے تم میں کوئی بُرائی نہیں آئے گی۔

(نہج البلاغہ خطبہ 147 مترجم مفتی جعفر حسین ص390)

یہ وصیت قدر و قیمت کے لحاظ سے اہم تھی کہ مولف سید شریف رضی نے دوسرے مقام پر بھی درج کیا ہے

(وَمِنْ کَلَامٍ لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ)

قَالَهٗ قُبَیْلَ مَوْتِهٖ عَلٰی سَبِیْلِ الْوَصِیَّةِ لَمَّا ضَرَبَهُ ابْنُ مُلْجَمٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَصِیَّتِیْ لَکُمْ اَنْ لَاتُشْرِکُوْا بِاللّٰهِ شَیًّا وَمُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ فَلَا تُضَیِّعُوْا سُنَّتَهٗ اَقِیْمُوْا هٰذَیْنِ الْعَمُوْدَیْنِ وَاَوْقِدُوْا هٰذَیْنِ الْمِصْبَاحَیْنِ وَخَلَاکُمْ ۔

جب ابن ملجم نے آپ کے سراقدس پر ضرب لگائی تو انتقال سے کچھ پہلے آپ نے بطور وصیت ارشاد فرمایا تم لوگوں سے میری وصیت ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت کو ضائع و برباد نہ کرنا، ان دونوں ستونوں کو قائم کیے رہنا، اور ان دونوں چراغوں کو روشن رکھنا، بس پھر بُرائیوں نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا۔

(نہج البلاغہ وصیت نمبر 23 مترجم مفتی جعفر حسین ص668)

سیدنا علی المرتضیٰؓ نے زندگی کے آخری لمحات میں ارشاد فرمایا کہ اسلام کے دو ستونوں کو قائم رکھیں اور ان ہی دو چراغوں سے روشنی حاصل کرو لیکن اہل بیت کی حجیت اور وجوب اطاعت کا حکم صادر نہیں فرمایا ثابت ہوا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اسلام کے ستون اور چراغ ہیں۔ اگر امامت اُصول دین سے ہوتا تو وصیت میں اس کا ذکر ضرور فرماتے۔

شیخ محمد حسین نے حدیث ثقلین کی وضاحت کی ہے

''جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے بعد نظام دینی کو برقرار رکھنے کے لیے دو چیزیں چھوڑی

ہیں۔قرآن دین کا دستور العمل اور قانون ہے اور ائمہ اہل بیت اس کے شارح اور نافذ کرنے والے ہیں۔اور یہی بات اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ یہی حضرات مسند رسول کے وارث ہیں‘‘(احسن الفوائد ص543)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کتاب اللہ کی تعبیر کے لیے حجیت امامت کے قائل ہیں۔اُن کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ کی ذات خدا کی حجت تھی۔وہ اپنے دور تک حجت تھے ان کے بعد یہ حجت باری اگلے امام تک منتقل ہوتی رہی اس وقت اُن کے نزدیک بارہویں امام مہدی ہیں۔‘‘

شیخ محمد حسین النجفی مجتہد العصر والزمان نے صادقین علیہم السلام کی روایات درج کرنے کے بعد اقرار کیا ہے خدائے حکیم نے اس عالم کی بقاء کو اپنی حجت (نبی وامام) کے وجود کے ساتھ وابستہ کردیا ہے اگر ایک لمحہ کے لیے حجت خدا زمین سے اُٹھ جائے تو تمام نظام عالم درہم وبرہم ہوکر رہ جائے۔بنا بریں ضروری ہے کہ اس وقت کسی حجت خدا کا موجود ہونا ضروری ہے جس کے طفل یہ عالم قائم دائم ہے اور وہ بالاتفاق سرائے حضرت مہدی دوران صاحب العصر والزمان حضرت حجت بن الحسن عجل اللہ تعالیٰ فرجہ کے اور کوئی نہیں (احسن الفوائد ص547)

قابل غور پہلو ہے کہ مہدی دوران اپنے ظہور تک کتاب اللہ کی تعبیر اور عوام الناس کی راہ نمائی کے لیے ھدایت کا فریضہ کس طرح سرانجام دے رہے ہیں؟ غالب گمان ہے کہ ان کے نزدیک وہی مجتہد ہوسکتے ہیں جن کو وہ آیۃ اللہ اور مجتہد العصر وزمان کے القاب سے نوازتے ہیں۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کی تفسیر اپنی سنت سے مزین فرمادی ہے۔جن کی روشنی میں قیامت تک پیش آمدہ مسائل حل کیے جاسکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ظہور قدسی سے قبل کسی نبی یا رسول کو تکمیل دین کی نعمت سے نہیں نوازا۔خالق ارض وسما نے تکمیل دین کی نعمت کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ ...... هُمْ یُوْقِنُوْنَ . (البقرہ:4) اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ سے قبل وحی کے نزول پر ایمان لانے کا ذکر ہے اور آپ کے بعد کسی قسم کی وحی پر ایمان لانے کا ذکر نہیں ہے۔چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی آسمانی ہدایت کا نظریہ درست نہیں۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم صرف اہل بیت کے لیے نہیں،عرب دھرتی کے چند افراد کے نہیں،آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو سارے جہانوں کے لیے رحمت بن کر مبعوث ہوئے۔

وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ . (الانبیاء:107)

اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قیامت تک کائنات کی راہ نمائی کے لیے حجت ہے۔ الٰہی! ہم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھامنے اور اہل بیت سے محبت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

اہل ایمان پختہ یقین رکھتے ہیں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واجب ہے اور قیامت تک کائنات کی راہ نمائی کے لیے حجت ہیں۔

مسلم دنیا میں ایک اور طبقہ ایسا ہے جو کتاب اللہ میں تحریف اور حجتِ سنت کی بجائے ''امامت'' یا ''مرکز ملت'' کی حجت کا قائل ہے، ان سے تحریری وتقریری انداز میں بحث مباحثہ کرنا واقعی دینی خدمت ہے۔

باعثِ افسوس ہے کہ ہم عملی میدان میں اس سیاسی نظام سے وابستہ ہیں، جس نظام میں وحی الٰہی کا واضح انکار ہے اور کتاب وسنت کا نفاذ عوام کے منتخب نمائندوں کی منظوری کا محتاج ہے۔ مثلاً حدود وقیود کا نفاذ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک پارلیمنٹ کثرت رائے سے تائید نہ کرے، طرفہ تماشہ یہ ہے کہ اس سیکولر نظام کے لیے سڑکوں پر لانگ مارچ کا اہتمام کرنے اور پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے دھرنا کو خدمت دین کہنا ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

مأخذ ومراجع

1۔ قرآن الحکیم واحادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم 2۔ نہج البلاغہ۔ مترجم: مفتی جعفر حسین، طبع: امامیہ کتب خانہ لاہور۔

3۔ حدیث ثقلین از مولانا محمد نافع، طبع: دار الکتاغزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور۔ 4۔ اثبات الامامت از شیخ محمد حسین مجتہد العصر وزمان، مکتبہ: سبطین سرگودھا۔ 5۔ احسن الفوائد فی شرح العقائد از شیخ محمد حسین مجتہد العصر وزمان، مکتبہ: سبطین سرگودھا

عثمان محی الدین

دیانتدار تاجر کا ثواب غازیوں اور شہداء کے برابر!

قرآن پاک کی سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے ایمان والو، ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ بلکہ باہمی اتفاق سے تجارت کرو۔ ایک دوسرے کو یا اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ رحم فرمانے والا ہے۔ تاہم تمام تر امیدوں نے تا حال دم نہیں توڑا، آج بھی آپ ایک ایسے مسلمان تاجر کو تلاش کر سکتے ہیں جو آپ کے کاروبار کو اسلامی کاروباری اصولوں کے تحت چلا کر حلال دولت حاصل کر سکتا ہے۔

تاجروں کو چاہئے کہ حلال طریقے سے لین دین کریں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرما کر ایک قسم کے منافع کو ہمارے لیے ناجائز قرار دیا ہے کہ، اے ایمان والو، دوگنا اور اس سے زائد سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے ہوتا کہ تم فلاح پا جاؤ۔ سود کے علاوہ مسلمانوں کا شراب، جوا، فحش ویڈیوز اور دیگر اشیاء سے کاروبار کرنا بھی حرام ہے جنہیں اسلام نے ناجائز قرار دیا۔ ان میں سے بعض کاروبار انتہائی منافع بخش بھی نظر آتے ہیں تاہم بادی النظر میں شیطانی عوامل کو فروغ دینا کسی بھی طرح کامیابی کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔ اس کے علاوہ ہمیں اشیائے خورد ونوش کے ساتھ ساتھ دیگر چیزوں کی قیمتیں بڑھانے کے لیے ذخیرہ اندوزی سے بھی سختی سے منع کیا گیا ہے۔

اعتماد سازی کیجئے۔ اس کی ایک اچھی مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ سے لی جا سکتی ہے۔ لین دین میں جائز، ناجائز کا فرق سمجھئے۔ اسلام نے منافع کی کوئی شرح متعین نہیں کی۔ کسی گاہک کی ضروریات کو دیکھتے ہوئے اس کا ناجائز فائدہ اٹھانا بھی جائز نہیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ جو دوسروں کو دھوکا دے، وہ ہم میں سے نہیں۔

حالیہ وقتوں میں ایک اور رجحان فروغ پا رہا ہے جو ناپ تول میں کمی بیشی ہے۔ یہ انتہائی ناقابل برداشت ہے کہ بعض گیس اسٹیشنز بھی کچھ جغرافیائی مقامات پر ناپ تول میں کمی کرتے دیکھے گئے ہیں۔ یہ بے حد تکلیف دہ اور اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب کو دعوت دینے والا فعل ہے۔

نچلی سطح سے کاروبار شروع کر کے ترقی پر توجہ دی جا سکتی ہے۔ کاروبار کی کامیابی کا ایک خفیہ اصول تنوع اور منافع کے حصول کے بعد دوبارہ سرمایہ کاری ہے۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی زندگی سے ایک اچھی مثال حاصل کی جا سکتی ہے۔ جو ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور ان کے ایک انصاری بھائی نے انہیں اپنی دولت کا نصف حصہ پیش کیا۔

جواباً حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں دولت اور خاندان میں برکت کی دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ مجھے صرف بازار کا راستہ بتا دیجئے۔ انہوں نے صرف 2 درہم سے خشک دودھ فروخت کرنے کا کام شروع کیا

اور پھر گھوڑوں کی تجارت سمیت دیگر مختلف کاروبار کیے اور اپنی دولت میں اضافہ کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید دولت دیتا گیا اور وہ زرعی پیداوار سمیت دیگر کاروباروں کے مالک بن گئے۔

اپنی استعداد سے زیادہ وعدے نہ کرنے کی پالیسی اپنانا اہم ہے۔ اگر تاجر حضرات ایسے وعدے کرتے ہیں جو پورے نہ کر سکیں تو اپنے بہت سے گاہک کھو بیٹھیں گے۔ یہ کاروبار کے لیے نقصان دہ عمل ہے۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بھی خرید و فروخت میں زیادہ وعدوں (یا شرائط) سے محتاط رہو، اس سے زیادہ منڈیاں حاصل ہو سکتی ہیں تاہم برکت کھو جاتی ہے۔

اب چونکہ آپ کو اسلامی کاروبار کے اخلاقی اصولوں میں سے کچھ کا علم ہو چکا ہے، ان پر عمل کرنا یا نہ کرنا آپ کے اختیار میں ہے۔ اسلام ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کا درس دیتا ہے تاکہ ہم دنیا کے ہر کام میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

واضح رہے کہ شریعت مطہرہ نے خرید و فروخت کی صحت کا مدار عاقدین کی باہمی رضامندی پر رکھا ہے اور منافع کے حوالہ سے کسی قسم کی پابندی یا حد مقرر نہیں کی، بلکہ اس معاملہ کو عرف پر چھوڑ دیا ہے، تاہم تاجر کو اس بات کا پابند بھی کیا ہے کہ وہ کسی کی مجبوری کا غلط فائدہ نہ اٹھائے اور یہ اسلامی معاشیات کی اہم خوبی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے شکایت کی کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھاؤ بہت چڑھ گئے ہیں، لہٰذا ہمارے لیے نرخ مقرر فرما دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نرخ مقرر کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے، وہی رزق کی تنگی اور کشادگی کرتا ہے، اور میں یہ تمنا رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں مجھ سے مطالبہ نہ ہو، جانی یا مالی زیادتی کا۔ ایک بہترین تاجر کو خرید و فروخت کس طرح کرنی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بہترین کمائی ان تاجروں کی ہے جو جھوٹ نہیں بولتے امانت میں خیانت نہیں کرتے اور وعدہ خلافی نہیں کرتے۔'' ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سچے اور دیانت دار تاجر کی کس قدر فضیلت ہے کہ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرما دیا کہ ''ایک دیانتدار تاجر کو اللہ تعالیٰ وہی ثواب دیتا ہے جو غازیوں اور شہداء کو عطا فرماتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مکمل بنایا اسے ہاتھ پاؤں دیے تاکہ وہ محنت و مشقت سے اپنے کام کرنے کا عادی ہو اور دماغ دیا جس میں سوچنے کی صلاحیت موجود ہے اگر انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو کام میں نہیں لاتا تو اسے بیٹھ کر کھانے کی عادت ہو جاتی ہے اور ایسا انسان دوسرے تمام لوگوں کے لیے ایک بوجھ بن جاتا ہے اس کے برعکس جو انسان محنت کرنے کا عادی ہو اسے بیٹھ کر کھانے کی عادت نہیں ہوتی اور وہ دوسروں پر بوجھ نہیں بنتا۔ یہ وہ تمام دلائل ہیں جو قرآن و سنت کی روشنی میں تجارت اور تاجر کی فضیلت کو بیان کرتے ہیں۔ اسلام ایک ایسا نظام حیات ہے جو جہاں عقائد عبادات اور روحانیات کے بارے میں ہدایات دیتا ہے وہاں سیاسی، سماجی، معاشی اور اخلاقی مسائل کے حل کے لیے بھی انسانیت کی رہبری کرتا ہے۔ مطلب کہ زندگی کا کوئی بھی ایسا پہلو نہیں جس کے بارے میں اسلام کی بنیادی اور اصولی ہدایات موجود نہ ہوں۔

عطاء محمد جنجوعہ آخری قسط

دعوتی واصلاحی پیغام

مذکورہ دونوں زیارات کا تقابلی جائزہ لیں۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں اللہ کے نبی، رسول اور حبیب ہونے کا اظہار کیا گیا۔ جو دوسرے انبیاء کرام ومرسلین میں بھی موجود ہیں۔لیکن اللہ سبحانہ کے انعام کردہ ان اوصاف کوشامل کیوں نہیں کیا گیا جن کی بنا پر آپ دوسرے انبیاء کرام سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔

غالی فرقہ !اذان میں توحید ورسالت کی شہادت دیتے ہوئے صرف ایک صفت یعنی الوہیت ورسالت کا اعلان کرتے ہیں۔لیکن امامت کی شہادت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سات اوصاف امیر المؤمنین، امام المتقین ،قاتل المشرکین علی ولی اللہ، وصی رسول اللہ وخلیفۃ بلا فصل اور حجۃ اللہ علی الخلق کا اعلان کرتے ہیں۔لیکن وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں آپ کے آفاقی ودائمی قرآنی اوصاف **خاتم النبیین، کافۃ للناس** اور **رحمۃ للعلمین** نہیں پڑھتے لیکن امام مہدی کی زیارت میں ان کو یاصاحب العصروزمان اور امام الانس والجان کے لقب سے پکارتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اس امر کی شاہد ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں کفروشرک کو مٹایا اور معاشی ومعاشرتی ظلم وستم کا خاتمہ کیا۔عدل وانصاف کا نظام رائج کرتے ہوئے کسی قریبی عزیز کی سفارش کو خاطر میں نہ لائے۔لیکن اہل تشیع امام قائم کی زیارت میں کفروسرکشی کا قلع قمع اور ظلم وبے انصافی کو دور کرنے کا اقرار یقیناً اس خبث باطن کا اظہار ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رحمت کی وجہ سے جن پر انصاف کے تقاضے پورے نہ کر سکے۔امام قائم آ کر ان پر حد(1) جاری کریں گے۔

امام کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ہستی پر قرآن حکیم نازل ہوا۔غالی فرقہ نے ان کی زیارت کے ساتھ یا صاحب القرآن کی صفت کا اقرار نہیں کیا۔لیکن امام قائم کی زیارت میں ان کو ''یا شریک القرآن'' کے لقب سے پکارا۔ درحقیقت اپنے اس عقیدہ کا مخفی اور بالواسطہ انداز میں اقرار ہے جو ان کی کتب میں صراحت سے موجود ہے کہ اصل قرآن امام قائم کے پاس غار میں موجود ہے۔جب ان کا ظہور ہوگا تو وہ مصحف علیؓ (سترہ ہزار آیات والا) اپنے ساتھ لائیں گے۔ پورے وثوق سے کہتا ہوں ہر پڑھا لکھا شیعہ ارادی طور پر اور عام فہم غیر ارادی طور پر تحریف قرآن کے عقیدہ پر عمل پیرا ہیں۔غور طلب پہلو ہے کہ رب ذوالجلال نے بنی نوع انسان کے سینوں کو ایمان کے نور سے منور کرنے کے لیے امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا یا غار میں چھپانے کے لیے؟ رب کی طرف سے حفاظت قرآن کا وعدہ چہ معنی دارد؟

قرآن زندہ وپائندہ معجزہ ہے لیکن غالی تحریف قرآن کے قائل ہیں چنانچہ وہ مصحف علی کے منتظر ہیں۔یہی وجہ ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد چوتھی زیارت میں امام قائم الزماں کو ''یا شریک القرآن'' کہہ کر سلام کرتے ہیں اور اس کے

ظہور میں جلدی اور آسانی کی دعا کرتے ہیں۔

اہل بصیرت کے لیے غور وفکر کرنے کا مقام ہے۔

(ا)......غالی فرقہ کے بقول خلفائے ثلاثہ نے اپنے دور میں قرآن میں تحریف کردی تو قرآن حکیم اور پہلی آسمانی کتب میں امتیازی فرق کیا ہوا؟

(2)......رب ذوالجلال کی طرف سے حفاظت قرآن کے وعدہ کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے؟

(3)......آپ کہیں کہ حفاظت کا وعدہ اس قرآن کے بارہ میں ہے جو امام قائم کے پاس ہے تو اس حفاظت کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام قائم کے ظہور تک امت مسلمہ کو کیا فائدہ حاصل ہوا؟

(4)......امام زمانہ قرآن سمیت غار میں روپوش ہیں۔ پوری امت تحریف شدہ قرآن پر عمل کر کے رشد و ہدایت کی دولت سے محروم ہو رہی ہے۔اس کا مجرم کون ہے؟

قرآن حکیم دین اسلام کی بنیاد اور حجت قطعی ہے جو اللہ کی طرف سے اس کے بندوں پر قائم ہے۔ جب اس کو تبدیل شدہ مان لیا جائے تو امت مسلمہ کے اس دعویٰ پر کون یقین کرے گا کہ قرآن حکیم ہمہ گیر آفاقی اور دائمی ضابطہ حیات ہے؟

جب اللہ کے دستور قرآن حکیم کو تحریف شدہ تسلیم کر لیا جائے تو اس کی تعبیر و توضیح سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت مجروح ہو جاتی ہے۔ یہ نظریہ عقیدہ ختم نبوت کی ترجمانی ہے یا منافی؟

اصل قرآن یکے بعد دیگرے ائمہ سے منتقل ہو کر سیدنا امام غائب کے پاس غار میں ہے۔انہوں نے یہ احکام اپنے عقیدت مندوں کو بھی نہیں بتائے۔غور طلب پہلو کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی نجات وہدایت کے لیے کون سی چیز چھوڑ کر گئے؟ اگر قرآن حکیم کا تحریف ہونا مقدر تھا تو اللہ کا خاتم النبیین پر نازل کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کے لقب سے سرفراز کرنا اور قرآن کو ھدی للناس، ھدی للعالمین اور ذکر للعالمین کہنے کا کیا مقصد رہ جاتا ہے؟

اصل قرآن کو دشمنوں کے شر سے بچا کر امام غائب کو حفاظت پر متعین کرنے کی کیوں زحمت دی گئی؟

قبل از وقت نازل کرنے میں کیا حکمت پوشیدہ ہے؟

امام قائم کے ظہور کے وقت ان پر براہ راست نازل کیوں نہ کیا گیا؟

ظہور قدسی سے قبل انبیاء علیہم السلام مخصوص قوم اور دور کے لیے تشریف لائے، ان پر آسمانی کتب وصحائف کا نزول ہوا۔ چونکہ اللہ نے ان کی نگرانی کی ذمہ داری کا وعدہ نہیں کیا نتیجۃً بعد میں آنے والوں نے ان میں اپنی منشا کے مطابق تبدیلی کردی۔ رب ذوالجلال نے قیامت تک کائنات کی راہ نمائی کے لیے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، تو ان کو خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین کے القاب سے نوازا۔

ان پر جو کتاب نازل کی، رب نے اسے ھدی للناس کہہ کر قیامت تک آنے والے سارے لوگوں کے لیے ہدایت کا منبع فرمایا۔قرآن حکیم کو خصوصی شرف حاصل ہے اللہ نے جس کی لفظی و معنوی حفاظت کا وعدہ فرمایا۔

(اِنَّا نَحْنُ نَزَّ لْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ) (الحجر : ۹)

''تحقیق ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

اللہ سبحانہ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ) (القیامۃ: ۱۸ تا ۱۹)

''اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہماری ذمہ داری ہے پھر جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں اور پھر اس کا واضح کر دینا ہمارے ذمہ ہے۔''

باطل نظریات اس پر ہرگز اثر انداز نہ ہوسکیں گے۔اللہ سبحانہ نے اعلان کر دیا:

(لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ) حم السجدہ: ۴۲)

''جس کے پاس باطل پھٹک نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے یہ ہے نازل کردہ حکمتوں والے خوبیوں والے اللہ کی طرف سے۔''

اللہ سبحانہ کی قدرت میں تھا کہ قرآن کو محفوظ رکھنے کے لیے اسباب پیدا کر سکتا تھا۔لیکن اللہ نے وہ صورت اختیار کی جو قیامت تک بنی نوع انسان کے لیے واضح اور روشن دلیل بن گئی۔مشاہدہ کی بات ہے کہ عام کتب کو دوبارہ پڑھنے سے اکتاہٹ محسوس ہوتی ہے۔لیکن قرآن حکیم کو شرف حاصل ہے کہ اسے بار بار پڑھنے سے روحانی سکون میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔قرآن کی تلاوت کرنے سے ایک ایک حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں۔اللہ سبحانہ نے اس کے حفظ کرنے والے کے لیے اجرعظیم کا اعلان فرمایا۔اہل سنت میں آج بھی حفاظ قرآن کی تعداد شمار سے باہر ہے۔اگر تمام جن وانس مل کر تدبیر کریں کہ دنیا سے قرآن کے نسخوں کو معدوم کر دیں تو بھی قرآن فنا نہیں ہوسکتا۔کیونکہ ایک ہی دن میں ہزاروں نسخے حفاظ کے سینوں سے نکل کر پھر موجود ہو جائیں۔یہ اعزاز دنیوی یا دیگر آسمانی کتب کو حاصل نہیں ہو سکا۔تمام طاغوتی قوتیں مل کر اگر قرآن میں ایک حرف کا اضافہ یا کمی کرنا چاہیں تو قطعاً نہیں کرسکتیں۔

چونکہ قرآن کی حفاظت و دیانت کا ذمہ اللہ نے اٹھایا ہے اس لیے قیامت تک اس میں کسی قسم کی تحریف و ترمیم کا امکان نہیں ہے۔رب ذوالجلال کا خصوصی اعجاز ہے کہ قرآن مومنوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔آج تک کسی کی مجال نہیں کہ کوئی اس میں زیر وزبر و پیش کی غلطی کر سکے۔بالفرض کوئی سہواً کر جائے تو ننھا منھا حافظ قرآن ادب واحترام کے رشتوں کو بالائے طاق رکھ کر اس کی فوراً اصلاح کر دیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بعض عیسائی سکالر جنہوں نے صرف تحقیق کی غرض سے قرآن کا بائبل سے موازنہ کیا تو وہ قرآن کو ہر قسم کی لفظی و معنوی تحریف سے محفوظ دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

یہ درست ہے کہ اپنا نظریہ دوسروں پر بزورِ قوت مسلط کرنا دہشت گردی ہے لیکن عقلی ونقلی دلائل و براہین کی بنا پر دوسروں کو قائل کرنا دعوت واصلاح ہے۔

(اُرِیْدُ اِلَّا الْاِ صَلَاحَ مَااسْتَطَعْتُ وَمَاتَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ) (ھود: ۸۸)

’’میں تو صرف جہاں تک مجھ سے ہو سکے۔ اصلاح چاہتا ہوں اور میری توفیق تو صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔‘‘

قرآن حکیم کی دائمی حقانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے تقاضوں کو حکمت ونصیحت کے انداز میں واقعات کو مرتب کیا ہے۔ خارجی وغالی فرقہ سے دردمندانہ التماس ہے کہ وہ تعصب وہٹ دھرمی سے بالاتر ہو کر دعوتی واصلاحی پیغام پر غور وفکر کریں۔ یہ یقینی امر ہے کہ جس شخص کا حفاظت قرآن اور ختم نبوت پر ایمان پختہ ہو جائے گا تو اس کو اس بات پر بھی ایمان رکھنا ضروری ہو جائے گا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جاں نثار کرنے والے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آفاقی پیغام کو مشرق ومغرب میں پہنچانے والے اور قرآن حکیم کے نور سے سینوں کو منور کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم رب کی انعام یافتہ جماعت تھی جن کے ایمان کو رب ذوالجلال نے رہتی دنیا تک امت مسلمہ کے لیے ہدایت کا معیار بنادیا۔

(فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآاٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِاھْتَدَوْا) (البقرہ: ۱۳۷)

’’پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم ایمان لے آئے تو ہدایت یاب ہو جائیں۔‘‘

اہل سنت والجماعت کو شرف حاصل ہے کہ وہ اللہ سبحانہ کی وحدانیت قرآن حکیم کی حقانیت، خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی استقامت اور اہل بیت عظام کے تقویٰ وطہارت کے معترف ہیں۔

اسلام ما اطاعت خلفاء راشدین

ایمان ما محبت آل محمد است

الٰہی! ہم سب کو دنیا وآخرت کی بھلائی اور ظلمت ونور میں امتیاز پیدا کرنے کے لیے قرآن حکیم اور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو مشعل راہ بنانے کی توفیق دے۔ آمین

حواشی

(۱) مناظر لاثانی مقبول احمد دہلوی لکھتا ہے: ’’المعلل میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے جس وقت قائم آل محمد ظہور کریں گے تو عائشہ دوبارہ زندہ کی جائے گی۔ وہ جناب اس پر (حد جاری کریں گے اور) کوڑے لگائیں گے کسی نے سوال کیا کہ عائشہ پر جھوٹا اتہام لگانے کی سزا حضرت قائم کے لیے اللہ نے کیوں چھوڑی۔ حضرت نے جواب دیا کہ خداوند نے جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت بنا کر مبعوث کیا اور قائم آل محمد کو انتقام ومنافقین سے بدلہ لینے والا معین فرمائے گا۔ ضمیمہ جات مقبول ترجمہ وحواشی ص ۳۴۴۔

واجد ہاشمی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف

1۔ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ کی طرف سے ہم زلف صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ خدیجہؓ کی بہن ہالہ بنت خویلد نے چار نکاح کیے پہلا نکاح ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بن عبدمناف بن قصی سے کیا جس سے داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابوالعاصؓ بن ربیع پیدا ہوئے۔دوسرا نکاح ربیع کے بعد اس کے بھائی ربیعہ بن عبدالعزیٰ سے تیسرا نکاح وہب بن عبد بن جابر بن عتاب بن مالک سے اور چوتھا نکاح قطن بن وہب بن عمرو بن حبیب سے کیا۔اس طرح یہ چاروں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہوئے۔سیدہ خدیجہؓ کی بہن رقیقہ بنت خویلد عبداللہ بن بجاد بن حارث بن حارثہ کے نکاح میں تھی۔خالدہ بنت خویلد کی شادی علاج بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ سے ہوئی سیدہ خدیجہؓ کی طرف سے یہ چھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہیں۔

2۔ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی جانب سے ہم زلف رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ عائشہؓ کی دو اخیافی (باپ ایک اور مائیں الگ الگ) بہنیں سیدہ اسماءؓ اور ام کلثومؓ تھیں۔سیدہ اسما بنت ابو بکرؓ کی شادی سیدنا زبیر بن عوامؓ سے ہوئی جو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے سیدہ عائشہؓ کی دوسری بہن ام کلثومؓ بنت حبیبہؓ بنت خارجہ بن زید کا نکاح سیدنا طلحہ بن عبیداللہؓ شہید جمل سے ہوا حضرت طلحہؓ کی شہادت کے بعد عبدالرحمٰن بن ابی ربیعہ بن مغیرہ نے ام کلثوم بنت ابو بکرؓ سے شادی کی، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی طرف سے یہ تین حضرات سیدنا طلحہؓ سیدنا زبیر بن عوامؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی ربیعہ بن مغیرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہیں۔

3۔ام المؤمنین سیدہ سودہؓ بنت زمعہ کی طرف سے ہم زلف رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ سودہؓ بنت زمعہ کی بہن ام کلثوم بنت زمعہ کی شادی حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس سے ہوئی سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے نکاح میں ام حبیبہ بنت زمعہ تھی حضرت سودہؓ کی بہن امیمہ بنت زمعہ کی شادی عبد بن وقدان بن عبد شمس بن عبدود سے ہوئی۔معبد بن وھب العبدی کے نکاح میں ہریرہ بنت زمعہ تھی سیدہ سودہؓ کی طرف سے یہ چار ہم زلف رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

4۔ام المؤمنین سیدہ حفصہ بنت عمر فاروقؓ کی طرف سے ہم زلف رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا عبدالرحمٰن بن زیدؓ بن خطاب کو بھی ہم زلف رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا اعزاز حاصل ہے آپکے نکاح میں سیدہ حفصہؓ کی بہن فاطمہ بنت عمرؓ تھیں سیدنا حسنین کریمینؓ کی بھانجی سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰؓ کی بیٹی سیدہ

رقیہؓ بنت عمر فاروقؓ کی شادی ابراہیم بن نعیم النحام بن عبداللہ سے ہوئی۔

زینب بنت عمر فاروقؓ کا نکاح عبدالرحمٰن بن معمر بن عبداللہ بن ابی سلول سے ہوا اسکے بعد عبداللہ بن عبداللہ بن سراقہؓ سے شادی کی سیدہ حفصہ بنت عمر فاروقؓ کی طرف سے یہ چار ہم زلف رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

5۔ ام المومنین سیدہ ام سلمیٰؓ بنت ابی امیہ کی طرف سے ہم زلف رسول صلی اللہ علیہ وسلم

زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے نکاح میں سیدہ ام سلمیٰؓ کی بہن قریبۃ الکبریٰ بنت ابی امیہ تھی۔قریبۃ الصغریٰ بنت ابی امیہ کی پہلی شادی سیدنا عمر فاروقؓ سے اسلام سے پہلے ہوئی قبول اسلام کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے اسے طلاق دے دی بعد میں قریبہ نے اسلام قبول کرلیا اور سیدنا معاویہؓ بن ابوسفیانؓ سے شادی کی لیکن اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور آپ نے اسے طلاق دے دی۔سیدنا معاویہؓ کے بعد سیدنا عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ نے شادی کی۔

قریبہ بنت ابی امیہ سے سیدنا طلحہؓ بن عبیداللہ نے شادی کی، ام المومنین سیدہ ام سلمیٰؓ کی ایک بہن منبہ الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کے نکاح میں تھی اسی طرح ابوامیہ کی ایک بیٹی عبداللہ بن سعید بن حکم کے نکاح میں تھی سیدنا صہیبؓ بن سنان النمری نے ریطہ بنت ابی امیہ سے شادی کی، ام المومنین سیدہ سلمیٰؓ کی نسبت سے یہ آٹھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہیں۔

6۔ام المومنین سیدہ زینبؓ بنت جحشؓ کی طرف سے ہم زلف رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حمنہ بنت جحشؓ کی شادی سیدنا مصعبؓ بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی سے ہوئی ان کے بعد حمنہ بنت جحشؓ نے سیدنا طلحہ بن عبیداللہؓ سے نکاح کیا حبیبہ بنت جحشؓ کی شادی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے ہوئی۔ام المومنین سیدہ زینب بنت جحشؓ کی طرف سے سیدنا مصعبؓ طلحہؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہیں۔

7۔ام المومنین سیدہ ام حبیبہ(رملہ) بنت ابوسفیانؓ کی طرف سے ہم زلف رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کے نکاح میں حضرت معاویہؓ کی بہن ہند بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہما تھی محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس کی شادی رملہ (صغری)(1) بنت ابوسفیانؓ سے ہوئی اور حذیفہ کے بعد رملہ سے سعید بن عثمان غنی رضی اللہ عنہما نے نکاح کیا ان کے بعد رملہ کی شادی عمروالاشداق بن سعید بن العاص بن امیہ سے ہوئی۔ جویریہ بنت ابوسفیانؓ سائب بن ابی حبیش کے نکاح میں تھی ان کے بعد جویریہ نے عبدالرحمان بن حارث بن امیہ الاصغر بن عبدشمس سے شادی کی صفوان بن امیہ بن خلف کے نکاح میں امیمہ بنت

(1) سیدنا ابوسفیانؓ کی دوسری بیوی سے بھی ایک رملہ نام کی بیٹی تھی۔

ابوسفیانؓ تھی۔ اسکے بعد امیمہ نے حویطب بن عبدالعزیٰ سے نکاح کیا پھر اسکے بعد تیسرا نکاح عبداللہ بن معاویہ العبدی سے کیا ام الحکم بنت ابوسفیانؓ عیاض بن غنمؓ کی زوجہ تھی ان کے بعد عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ نے ان سے شادی کی۔ حضرت سیدنا ابوسفیانؓ کی بیٹی صخرہ سعید بن الاخنس بن شریق کے نکاح میں تھی۔

سیدہ میمونہ بنت ابوسفیانؓ عروہ بن مسعود بن عامر ثقفی کے نکاح میں تھی جس سے لیلیٰ بنت عروہ بن مسعود ثقفیہ پیدا ہوئی یہ لیلیٰ علی اُلاکبر بن سیدنا حسینؓ کی ماں ہے۔ سیدنا عروہ بن مسعودؓ کی شہادت کے بعد میمونہ بنت ابوسفیانؓ نے سیدنا مغیرہ بن شعبہؓ بن ابی عامر ثقفی سے شادی کی اس طرح ام المومنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیانؓ کی طرف سے یہ چودہ ہم زلف رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

8۔ام المومنین سیدہ میمونہؓ بنت حارث کی طرف سے ہم زلف رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ میمونہ بنت حارث کی والدہ ھند بنت عوف بن زھیر حمیری کا تعلق یمن کے مشہور قبیلہ حمیر سے تھا ھند نے تین نکاح کیے اور تین خاوندوں سے اسکی نو بیٹیاں پیدا ہوئیں اور ھند کے داماد عرب کے بہترین افراد بنے ھند نے پہلا نکاح حارث بن حزن سے کیا جس سے ام المومنین سیدہ میمونہؓ زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ام فضل لبابتہ الکبریٰؓ زوجہ عباسؓ بن عبدالمطلب لبابتہ الصَّغری ی زوجہ ولید بن مغیرہ مخزومی عصما زوجہ ابی بن خلف عزہ زوجہ زیاد بن عبداللہ بن مالک ام حفید ہزیلہ زوجہ بنو جعفر بن کلاب کا ایک اعرابی جس کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ ھند نے دوسرا نکاح خزیمہ بن حارث سے کیا اس سے ام المومنین سیدہ زینبؓ بنت خزیمہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ ھند نے تیسرا نکاح عمیس خثعمی سے کیا جس سے تین بیٹیاں سیدہ اسما بنت عمیس زوجہ سیدنا جعفر بن ابوطالبؓ جعفرؓ کی شہادت کے بعد اسمآء نے حضرت ابوبکرؓ سے شادی کی اسکے بعد اسماءؓ نے حضرت علی سے نکاح کیا دوسری بیٹی سلامہ بنت عمیس جس کا پہلا نکاح عبداللہ بن کعب سے ہوا اور اس کے بعد سلامہ کی دوسری شادی سیدنا عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوئی جس سے صالح اصغر اسماء اور لبابہ پیدا ہوئی۔

سیدہ ماریہ قبطیہ ؓ کی طرف سے سیدنا حسان بن ثابتؓ کو بھی ہم زلف رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونا کا شرف حاصل ہے سیدہ ماریہؓ کی بہن شیرین حضرت حسان بن ثابت کے نکاح میں تھی اور ان کے بطن سے عبدالرحمن بن حسانؓ پیدا ہوئے۔

حوالہ جات

(1) کتاب المحبر ابن حبیب

(2) الاسماء والمصاہرات بین اہل البیت والصحابہؓ (اہل بیت اور صحابہ کرامؓ کے تعلقات اسماء اور قرابتداری کی روشنی میں

(3) نسب قریش مصعب زبیری (4) انساب الاشراف بلاذری (5) جمہرۃ الانساب العرب ابن حزم

(6) طبقات ابن سعد (7) الاستیعاب ابن عبدالبر (8) الاصابہ فی تمیز الصحابہ ابن حجر عسقلانی

(9) سیر اعلام النبلاء علامہ ذہبی

ظفر اللہ خان

تکبر ذلیل کرتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ اس پر ایک آدمی نے عرض کیا کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی بھی اچھی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ جمیل ہے اور جمال ہی کو پسند کرتا ہے، تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں۔ (صحیح مسلم۔ رقم:266)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو۔ وہ شخص دوزخ میں نہ جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہو۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم:4173)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے: تکبر میری چادر ہے اور بڑائی میرا ازار۔ پھر جوکئی ان دونوں میں سے کسی کے لیے مجھ سے جھگڑے میں اس کو جہنم میں ڈالوں گا۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم:4174)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تکبر سے اپنے کپڑے کو لٹکائے گا۔ قیامت کے دن خداوند تعالیٰ اُس پر رحمت کی نظر سے نہ دیکھے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: میرے کپڑے کا ایک کونہ خود بخود لٹک جاتا ہے، ہاں اگر میں اس کی نگہداشت رکھوں تو وہ نہ لٹکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم تکبر نہیں کرتے۔ (صحیح بخاری۔ رقم:3522)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت اور دوزخ آپس میں جھگڑا کریں گی۔ دوزخ کہے گی کہ میں متکبر اور ظالم لوگوں کے لیے مخصوص کر دی گئی ہوں، اور جنت کہے گی کہ مجھ کو کیا ہوگیا ہے کہ مجھ میں صرف کمزور اور حقیر لوگ داخل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو میری رحمت ہے، میں تیرے ذریعے سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا رحمت سے نوازوں گا۔ اور جہنم سے فرمائے گا کہ تُو عذاب ہے، میں تیرے ذریعے سے جن بندوں کو چاہوں گا عذاب دوں گا (صحیح بخاری۔ رقم:4668)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ بات کریں گے اور نہ ہی انہیں پاک وصاف کریں گے۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب

ہے:1۔ بوڑھا زانی 2۔ جھوٹا بادشاہ 3۔ مفلس تکبر کرنے والا۔(صحیح مسلم۔رقم:296)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ رب العزت آسمانوں کو لپیٹ لے گا، پھر انہیں اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، زور والے (جابر) بادشاہ کہاں ہیں؟ تکبر والے کہاں ہیں؟ پھر زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، زور والے بادشاہ کہاں ہیں؟ تکبر والے کہاں ہیں؟ (صحیح مسلم۔رقم:7041)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علامات قیامت یہ ہیں کہ لوگ فخر کریں گے مسجدوں میں (مطلب یہ ہے کہ لوگ تکبر کی نیت سے ایک دوسرے سے بڑھ کر عمدہ عمدہ مساجد تعمیر کریں گے کریں گے اور ایک دوسرے کی تقلید میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی نیت سے مساجد تعمیر کریں گے اور ان کا مقصد رضائے الٰہی نہ ہوگا)۔(سنن نسائی۔رقم:693)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تکبر، قرض اور غلول (خیانت) سے بری ہو کر فوت ہو، وہ جنت میں داخل ہوا۔(جامع ترمذی۔رقم:1637)

حضرت زید خثعمیؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنا برا ہے وہ بندہ جس نے اپنے آپ کو اچھا سمجھا اور تکبر کیا اور بلند وبالا ذات کو بھول گیا۔ جس نے سرکشی ونافرمانی کی اور اپنی ابتدا اور انتہا کو بھول گیا، جس نے دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنایا جس نے خواہشات کو راہ نما بنالیا، جسے اس کی خواہشات گمراہ کردیتی ہیں، جسے اس کی حرص ذلیل کردیتی ہے۔
(جامع ترمذی۔رقم:(2579)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ لوگ اپنے اُن آباواجداد پر فخر کرنے سے باز رہیں (جو زمانہ جاہلیت میں مرگئے) وہ جہنم کا کوئلہ ہیں۔ اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گوبر کے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہوجائے گا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے تکبر اور آباواجداد کے فخر کو دور کردیا ہے۔ اب لوگ یا تو مومن متقی ہیں یا فاجر بد بخت۔ اور نسب کی حقیقت یہ ہے کہ سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔(جامع ترمذی۔رقم:(4162)

حضرت ابوامامہؓ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ سخت گرمی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع غرقد کی طرف جارہے تھے۔ کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلنا شروع کردیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتوں کی آواز سنائی دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے محسوس کیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل گئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ذرا سا تکبر بھی پیدا نہ ہو۔(سنن ابن ماجہ۔رقم:(245)

حضرت عیاض بن حمارؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا تو فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی بھیجی کہ تواضع کرو، یہاں تک کہ کوئی مسلمان دوسرے پر فخر نہ کرے۔(سنن ابن ماجہ۔رقم:(4179)

مدبر احرار ماسٹر تاج الدین انصاریؒ (قسط نمبر 1)

سُرخ لکیر

پیش نامہ:

ایک بیوہ ماں جب اپنے اکلوتے جوان بیٹے کی لاش پر ماتم کرتی ہے تو وہ یہ نہیں جانتی اور نہ جاننا چاہتی ہے کہ ادب کیا ہوتا ہے۔ شاعری کسے کہتے ہیں اور خطابت کس فن کا نام ہے؟ لیکن اس کے باوجود اس کی زبان سے جو الفاظ نکلتے ہیں، وہ ادب کی جان ہوتے ہیں۔ شاعری کی روح ہوتے ہیں اور خطابت ان پر قربان ہوتی ہے۔

یہی اور بالکل یہی کیفیت ان الفاظ کی ہے، جن میں ماسٹر تاج الدین نے مشرقی پنجاب کی پچھلی ہولناک تاریخ میں لدھیانہ اور امرت سر کے بازاروں، سڑکوں اور گلیوں میں کھڑے ہو کر پہلے، اپنے صفحۂ دماغ پر خود بخود اُبھرتے ہوئے محسوس کیا اور جو اَب صفحۂ کاغذ پر سیاہ روشنائی کی صورت میں آپ کے سامنے ہیں۔

ماسٹر صاحب نے ان اوراق کو ''آپ بیتی'' کا نام دیا ہے، لیکن حقیقت میں یہ ''آپ بیتی'' نہیں، قاتل کے حملوں سے گھائل ہونے والی ایک ایسی سسکتی ہوئی روح کی بے ساختہ پکار ہے، جس میں نہ کہی ہوئی باتیں، کہی ہوئی باتوں سے زیادہ ہوتی ہیں، یہ ''آپ بیتی'' نہیں، اُن لاکھوں بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور نوجوانوں کی زبانِ بے زبانی کی تڑپتی ہوئی فریاد ہے، جو لدھیانہ اور امرت سر میں سسک سسک کر دم توڑ گئے، بھرے گھروں سے نکالے گئے اور بیدردی سے لُوٹے گئے۔

ماسٹر تاج الدین کی یہ ''آپ بیتی'' اُن واقعات کی تفصیل نہیں ہے جو خود اُن کی ذات پر بیتے، یعنی یہ اُن مظالم کی داستان نہیں ہے جو خود اُن کی جان پر توڑے گئے، بلکہ اپنے اُن لاکھوں بھائیوں کی داستان مظلومی ہے جن کی خاطر ماسٹر صاحب اس وقت تک لدھیانہ اور امرت سر کے خون آلود گلی کوچوں میں گشت کرتے رہے۔ جب تک اپنے بھائیوں کو ایک ایک کر کے پہلے پاکستان نہ بھیج دیا حالات کی یہ ستم ظریفی بھی کتنی عجیب ہے کہ ٹھیک اس وقت جب آگ اور خون کی ہولناک بارش سے بدحواس ہو کر ہر شخص پر نفسی نفسی کی کیفیت طاری تھی اور بڑے بڑے سُورما دوسروں سے منہ موڑ کر اپنی جان بچا کر بھاگ رہے تھے۔ امرت سر سے لے کر لدھیانہ تک صرف ماسٹر صاحب کی ذات وہ تنہا ذات تھی، جو اپنی جان سے بے پروا ہو کر دیوانہ وار ادھر اُدھر دوڑ رہی تھی، اور پروانہ وار اپنے بھائیوں پر نثار ہو رہی تھی، جب گولیوں کی بوچھاڑ اور تلواروں کی جھنکار کی آواز سُن کر بڑے بڑے مدّعیانِ قیادت اپنی جان کو لے کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے، عین اس قت ماسٹر صاحب اس ہنگامہ محشر سے دُور بھاگنے کے بجائے اسی کی طرف دوڑتے ہوئے نظر آرہے تھے، بندوق کی گولیاں ان کے پاس سے گذر رہی تھیں، اُوپر سے اینٹوں کا مینہ برس رہا تھا اور لوگ چیخ رہے تھے، ماسٹر جی، ماسٹر جی، بھاگو، ورنہ جان سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ لیکن ماسٹر جی ایک ایسے دیوانے

کی طرح جسے اپنی جان سے زیادہ اپنے عزیزوں اور بھائیوں کی جان پیاری ہوتی ہے بیچ محشر، محشر میں کھڑے دوسروں کی عافیت کا بندوبست کر رہے تھے۔ یہ ایک معجزہ ہے کہ ان کی جان بچ گئی، لیکن واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے اگست سے لیکر اکتوبر تک مشرقی پنجاب کے میدانوں میں ایک بار بھی اپنی جان بچانے کی پروانہ کی، اور اس وقت تک اس حشر آفریں سرزمین سے قدم نہ اٹھایا جب تک ایک مسلمان بھی وہاں موجود رہا۔

ایک چھریرے جسم کا پتلا دُبلا، انسان جس کی ڈاڑھی کے سفید جھک بال اس کی عمر اور ضعف کا پتہ دیتے ہیں۔ ایک ایسے محشرستان میں یوں دیوانہ وار پھرے اور پھر جب خدا کی قدرت سے زندہ وسلامت لاہور پہنچ گئے، تب بھی اس خدمت کا کوئی صلہ نہ مانگے، نہ الاٹمنٹ کی درخواست نہ نقصانات کے معاوضہ کا مطالبہ اور کرے تو یہ کرے کہ خاموشی کے ساتھ ایک گوشہ میں بیٹھ کر اپنے ان خونی مشاہدات کو دل کے آنسوؤں سے کاغذ پر رقم کرنے بیٹھ جائے۔

اللہ اکبر! اگر یہ انسان ہے تو پھر فرشتہ کسے کہتے ہیں؟

میں نہیں جانتا کہ میرے دل میں گداز ہے یا نہیں، البتہ اتنا جانتا ہوں کہ کسی سخت سے سخت المناک سانحہ کے موقع پر بھی عموماً میرے آنسو مجھ سے دھوکا کرتے ہیں، اور ایسا بہت کم ہوا ہے جب کسی حادثہ نے میرے دل کی کیفیت کو آنکھوں سے ظاہر کیا ہو، لیکن ماسٹر صاحب کے یہ اوراق جن میں شاید رُلانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی ہے، مجھے رُلائے بغیر نہ رہ سکے۔

یہ کوئی افسانہ نہیں جس میں لکھنے والا تخیل کے زور سے المناک واقعات کو جمع کرتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود لاکھوں المناک افسانے، ان اوراق کے آگے ہیچ ہیں۔ ماسٹر جی نے عبارت آرائی یا انشاء پردازی کی کوشش نہیں کی۔ لیکن دل کے سچے جذبات کی سچی ترجمانی اور واقعات کی حقیقی تصویر کی حقیقی عکاسی نے اُن کے الفاظ میں وہ بے ساختہ پن پیدا کر دیا ہے جس کے سامنے ہزار عبارت آرائیوں اور لاکھ انشاء پردازیوں کی بھی کوئی حقیقت نہیں

لاکھوں لگاؤ، ایک چُرانا نگاہ کا لاکھوں بناؤ، ایک بگڑنا عتاب میں

آخر میں یہ یاد دلانا بھی ضروری ہے کہ ماسٹر تاج الدین کا شمار ان بزرگوں میں ہے جو ہندو مسلم اتحاد کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے، اور اسی بناء پر غیروں سے زیادہ اپنوں کے مطعون بنے رہے۔ اس لیے آج ہندو سکھوں کی درندگی کی جو عینی شہادت ان کے قلم سے آپ کے سامنے ہے وہ ایک ایسی قیمتی دستاویز ہے جسے وقت کا مورّخ کبھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔

ان سطور کو ان اوراق یا ان اوراق کے مصنف کا تعارف نہ سمجھئے، یہ صرف میرے جذبۂ استعجاب کی ایک جھلک ہیں، ورنہ اصل تعارف تو خود اصل اوراق ہیں۔ آفتاب کا تعارف خود آفتاب ہی ہوا کرتا ہے۔

ماڈل ٹاؤن — ابوسعید بزمی

۷ جنوری ۱۹۴۹ء — (مدیر روزنامہ ''احسان'' لاہور)

آپ بیتی

برطانیہ نے ہندوستان چھوڑ دینے کا فیصلہ کرلیا، میں نے اس فیصلہ پر متعدد بار غور کیا، دماغ اس فیصلہ کی تصدیق کرتا تھا، حالات سے تائید ہوتی تھی مگر دل کہتا تھا برطانیہ ہندوستان سے دست بردار ہو رہا ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ میں نے دل اور دماغ دونوں کو اکٹھا کر کے غور کیا تو یہ بات سمجھ میں آئی کہ برطانوی حکومت بحالت مجبوری دست بردار ہو رہی ہے، جانے سے پیشتر کوئی گل کھلا کہ رخصت ہوگی۔ بہت ممکن ہے ہماری آزادی کی مٹھاس میں زہر ملا دے چند ماہ بعد میرا قیاس درست ثابت ہوا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ہندوستان کو تقسیم کرتے وقت ایسا خط کھینچ دیا جسے سیاہی کی بجائے انسانی خون سے اُجاگر کرنا پڑا۔ ہندوستان کی (۲) دوقومیں آپس میں دست وگریبان ہوگئیں اس باہمی آویزش کو دوقوموں کی جنگ کہنا لفظ جنگ کی توہین ہے۔ بھوکے بھیڑیوں نے انسانوں کا لبادہ اوڑھ لیا اور ایک دوسرے کو پھاڑ کھایا یہیں پر بس نہیں انسانوں نے انسانیت کی دھجیاں اُڑا دیں بربریت کا ایسا مظاہرہ ہوا کہ کائنات کانپ اٹھی شرم وحیا نے مُنہ چھپالیا دریاوں کی مچھلیاں انسانی گوشت سے اس قدر سیر ہوئیں کہ وہ انسانی لاشیں دیکھ کر نفرت وحقارت سے مُنہ پھیرنے لگیں۔ زمین نے تمام وسعتوں کے باوجود انسانی لاشوں کو جگہ دینے سے انکار کر دیا۔ یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب دنیا بزعم خود ترقی کی منزلیں طے کر رہی تھی۔ انسانوں کو نئی روشنی پر فخر تھا۔ اے کاش ہم رجعت قہقہری پر قادر ہوں اور تیرا سو سال پیچھے پلٹ جائیں، خوشنما عمارتوں اور صاف ستھری گذرگاہوں سے عرب کا وہ ریگزار ہزار درجہ بہتر ہے جہاں انسانیت کو پناہ ملی، خشک پہاڑی کے اس ٹیلے پر جہاں محسن کائنات نے درسِ انسانیت دیا ہزاروں محلات قربان کیے جاسکتے ہیں۔ میری بدنصیب آنکھوں نے مشرقی پنجاب کا ہولناک نقشہ دیکھا ہے۔ میں ان دردناک نظاروں کو فراموش کر دینا چاہتا ہوں۔ میں اپنی آنکھیں تو بند کرسکتا ہوں مگر اپنے حافظہ کو کیا کروں، میں بُھولنا چاہوں بھی تو کیسے بھول جاؤں۔

پنجاب میں فسادات کی ابتداء کیسے ہوئی:

امرت سر: مجلس مرکزیہ کے دفتر میں امرت سر کے احرار کارکنوں نے مسلسل ایسی اطلاعات ارسال کیں جن سے یہ پتہ چلتا تھا کہ سکھوں کی طرف سے مسلمانوں پر متعدد حملے ہوچکے ہیں۔ مسلمان نہتے ہیں سکھ کرپانیں لیے پھرتے ہیں اور مسلمانوں کی خانہ تلاشیاں ہو رہی ہیں جیبوں سے قلم تراش تک نکلوا لیے جاتے ہیں، ہر مسلمان پریشانی کے عالم میں سوچ رہا ہے کہ کیا کرے، حضرت شاہ صاحب، شیخ حسام الدین، آغا شورش، غازی محمد حسین امرت سر تشریف لے گئے۔ شاہ صاحب کے پہنچتے ہی ان کے اپنے محلّہ پر سکھوں نے حملہ کر دیا۔ محلّہ والوں کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔ مسلمان نوجوان گو بہادر تھے مگر مسلح گروہ کا خالی ہاتھ کس طرح مقابلہ کرتے۔ حضرت شاہ صاحب نے انھیں بُلایا اور کہا کہ میں مستقبل کی ہولناکیاں دیکھ رہا تھا اس بڑھاپے میں میں نے اپنے ہاتھ میں وزنی کلہاڑی اس لیے رکھی تھی کہ شاید تم سمجھو، میں چیختا چلاتا رہا تم نے میری ایک بات نہ سُنی اپنی حفاظت کے لیے اب جو کچھ کرسکتے ہو

کرو میں تمہارے ساتھ ہوں بزدلی کی زندگی سے بہادری کی موت اچھی ہے یہ لو میری کلہاڑی میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ میں اس مورچہ پر خود کھڑا ہوتا ہوں تم دوسری طرف کی حفاظت کرو۔ امرت سر کا مسلمان اللہ کے بھروسہ پر میدان میں نکل آیا۔ چارپائیوں کی پٹیاں، بانس یا ایک آدھ لاٹھی بس یہی سامان حرب تھا۔ دوسری طرف کوئی کمی نہ تھی پھر خدا جانے کیا ہوا کہ سکھ سورما جس تیزی سے حملہ آور ہوئے تھے اسی تیزی سے بھاگ نکلے شہر میں مورچہ بندی شروع ہوگئی۔ پنجاب کے اکثر مقامات پر حالات بگڑ گئے۔ غازی محمد حسین سالارِ اعظم کے ہمراہ مجھے بارہا امرتسر جانا پڑا، کچھ دنوں تو یہ صورت رہی کہ ہم دونوں صبح کی گاڑی سے امرت سر چلے جاتے اور شام کو سات بجے کرفیو لگنے سے پیشتر وہاں سے لاہور آجاتے، رات کو اخبار کا کام کرتے اور صبح پھر امرت سر جا پہنچتے۔ ہم محلّہ محلّہ مساجد میں اجتماعات کرتے مشورہ ہوتا تقریر بھی ہوتی۔ امرت سر کے مسلمانوں نے جس جرأت اور دلیری کا ثبوت دیا ہے یہ انہی کا حصہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے اکالی سکھوں کا بھرکس نکال دیا۔ بارہ بارہ چودہ چودہ سال کے مسلمان لڑکے گرانڈیل سکھوں کو مار بھگاتے، کرپانیں چھین لیتے۔ موت ایک کھیل بن کر رہ گئی سکھ عاجز آ گئے گورنر پنجاب مسٹر جنکنز نے سکھوں کی تعریفوں کے پُل باندھے انھیں خوب خوب اُبھارا مگر سب بیکار ثابت ہوا۔ اکثر ایسا ہوا کہ مسلمان لڑکے نے سکھ سورما سے تلوار چھین لی، سکھ نے کوتوالی پہنچ کر فریاد کی ان واقعات نے سکھوں کی رہی سہی ساکھ بگاڑ دی، افسران نے بھی انھیں یہی کہنا شروع کیا کہ ہم تمہاری تلواروں کے لیے محافظ کہاں سے لائیں۔ ہر مسلح سکھ کے ساتھ حفاظت کے لیے ایک سپاہی چاہیے غرضیکہ امرت سر کے مسلمانوں نے میدان مار لیا گورنر اور پولیس کی امداد سکھوں کو راس نہ آئی مگر تقدیر پس پردہ ہنس رہی تھی اس وقت کسے معلوم تھا کہ مسلمانوں کو نہ صرف امرت سر بلکہ سارے مشرقی پنجاب سے نکلنا پڑے گا۔

میں امرت سر واپس آیا تو دفتر کے چپراسی نے مجھے اطلاع دی کہ لدھیانہ سے آپ کے نام ٹرنک کال آیا ہے ٹیلیفون پر پہنچ کر دریافت کیا کون ہے؟ سیکرٹری مجلس احرار لدھیانہ نے علیک سلیک کے بعد گھبرا کر کہا کہ شہر میں گڑبڑ ہے۔ ہم نے آپ کے نام سے جلسۂ عام کا اعلان کر دیا ہے اب اگر آپ کلکتہ میل سے سوار ہو کر لدھیانہ نہیں پہنچتے تو سمجھ لیجئے کہ آج کل ہی میں فرقہ وارانہ فساد ہوا چاہتا ہے۔‘‘

شہر کا سارا نقشہ میری سمجھ میں آگیا ڈاکٹر گوپی چند بھارگو کی کانگرس پارٹی اور اقالیوں کا گٹھ جوڑ ہو رہا تھا۔ مجھے اس سازش کی پہلے سے خبر تھی۔ ان لوگوں نے شہر کی فضا کو مکدر کر دیا تھا۔ میں نے سیکرٹری سے فون پر کہہ دیا کہ میں آرہا ہوں، ابھی کلکتہ میل کی روانگی میں آدھ گھنٹہ باقی ہے تمام رضا کاروں سے کہ دو وردیاں پہن کر جلسہ گاہ میں موجود رہیں۔ میں میل پر سوار ہو گیا آپ جانتے ہیں میل کس طرح فراٹے بھرتی جایا کرتی ہے مگر مجھے اس کی رفتار سُست نظر آرہی تھی زیادہ تیز چلانا میرے بس میں نہ تھا گاڑی جب بھی کسی جنکشن پر ٹھہرتی میں دل میں سوچتا کس قدر بیوقوف ہیں یہ لوگ خواہ مخواہ گاڑی کو روک رہے ہیں لدھیانہ پہنچ کر جس قدر چاہیں دم لے سکتے ہیں۔ ستا سکتے ہیں یہ جذبات کی بات تھی میں جلد

لدھیانہ پہنچنے کے لیے بیتاب تھا۔ ساڑھے دس بجے سیدھا جلسہ گاہ میں پہنچا، بے پناہ ہجوم تھا۔ مسلمانوں میں سخت جوش تھا ہندواور سکھ بھی جلسہ گاہ میں موجود تھے لدھیانہ کے مسلمان سکھ اور ہندو دونوں پر بھاری تھے ان کا اچھا خاصا رعب تھا میں دل سے چاہتا تھا کہ فساد نہ ہو۔ مگر میں یہ بات ہرگز پسند نہ کرتا تھا کہ مسلمان بددل یا مرعوب ہوجائے۔ اس جلسہ میں مسلم لیگی حضرات بھی کافی تعداد میں موجود تھے اختلاف رائے کے باوجود وہ مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ میں نے دو گھنٹہ وقت کی ضروریات کے مطابق تقریر کی۔ سکھوں اور ہندوؤں کے اُن رہنماؤں کو جو آئے دن مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتے تھے اچھی طرح رگیدا اور ہندواور سکھ ہموطنوں سے کہا کہ خواہ مخواہ نہ اُلجھیے آج میں مسلمانوں کو سمجھائے دیتا ہوں وہ تم پر ہاتھ نہ اٹھائیں گے مگر تم اپنے شرارتی عنصر کو خود سمجھاؤ ایسا نہ کروگے تو سخت پٹائی ہوگی۔ جلسہ گاہ میں جذبات کی عجب کیفیت تھی میں نے تمام مسلمانوں سے پرامن رہنے کے لیے حلف لیا ہاتھ اٹھوائے جلسہ بخیر وخوبی ختم ہوگیا۔ میں دو دن ٹھہرا رہا حالات متعدل ہوگئے معاملہ فہم ہندو لیڈروں نے اس وقت تدبر سے کام لیا اور شرارتی عنصر وقتی طور پر دب گیا میں واپس لاہور چلا آیا۔

چند دن بعد کسی جوئے خانہ میں ایک ہندو قتل ہوگیا قاتل کا کچھ پتہ نہ چلا کہ کون ہے شرارتی لوگوں کو پھر موقع مل گیا یہ قتل مسلمانوں کے سر تھوپا گیا شہر کی ہوا پھر خراب ہوگئی اس مرتبہ جذبات بھڑک اٹھے۔ میں پھر لدھیانہ پہنچا میں نے دیکھا اور محسوس کیا کہ ہندو محلوں میں باقاعدہ سازشیں ہورہی ہیں ایک گروہ ایسا پیدا ہوگیا ہے جو فساد کیے بغیر مانے گا نہیں، دوستوں سے مشورہ کیا اور ذمہ دار ہندوؤں سے بات کی انھیں سمجھایا کہ شہر برباد ہوجائے گا۔ چند اوباش شہر کی آبرو کو بٹہ لگادیں گے۔ دوران گفتگو میں میں نے اندازہ لگایا کہ یہ روگ اب ان شریف ہندوؤں کے بس کا نہیں فسادی عنصر انھیں بھی آنکھیں دکھا رہا ہے دوسرے دن اچانک سر بازار ایک مسلمان شہید کردیا گیا۔ مسلمانوں کو اس واقعہ سے سخت اشتعال آیا، مگر وہ میرا منہ تکتے رہے، میں انھیں صبر کی تلقین بھی کرتا تھا اور انھیں یہ بھی سمجھاتا تھا کہ خطرناک راستوں سے پرہیز کرو اور ہندو محلوں میں اکیلے مت جا۔ شہر میں افواہیں پھیلنے لگیں کبھی ایک محلّہ سے جھوٹی افواہ اڑائی جاتی کبھی دوسرے محلّہ سے۔ ان افواہوں نے بالآخر خطرناک صورت اختیار کرلی۔ سارے شہر کو یقین ہوگیا کہ فساد ضرور ہوگا اور بہت جلد ہوگا ایک دن مجھے کسی شخص نے ہانپتے کانپتے آکر کہا کہ لکڑ بازار میں فساد ہوگیا۔ میں گھبرایا ہوا اس طرف چل پڑا راستہ میں پتہ چلا کہ چوک گوجران میں فساد ہورہا ہے۔ یہ چوک بہت خطرناک تھا یہاں ہندواور مسلم آبادی کا سنگھم تھا مجھے یقین ہوگیا کہ فساد ضرور ہوا ہوگا تانگہ میں سوار ہوکر اُدھر روانہ ہوگیا گھوڑا سست تھا اور دور فاصلہ پر ہجوم بھی نظر آرہا تھا شور بھی ہورہا تھا۔ میں تانگہ سے اُتر کر جائے وقوعہ کی طرف دوڑا مسلمانوں کا ہجوم راستہ روکے کھڑا تھا میں نے بلند آواز سے کہا مجھے آگے جانے دو راستہ مل گیا میں بہت جلد چوک میں پہنچ گیا۔ فریقین میں چند گز کا فاصلہ تھا اور گتھم گتھا ہونے میں صرف دو ایک منٹ کی دیر تھی ہندوؤں کی طرف سے خشت باری ہورہی تھی بھالے لاٹھیاں اور چھریاں نکل چکی تھیں۔ ذرا ہمت سے کام لے کر میں فریقین کے درمیان حائل ہوگیا میں نے ہندوؤں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور مسلمان نوجوانوں کو

مخاطب کرتے ہوئے کہا میرے عزیزو! تھوڑا پیچھے ہٹ کر میری بات سنو۔ ایک نوجوان نے جو میرے ایک عزیز دوست کا بیٹا تھا غصہ سے مجھے کہا کہ ماسٹر جی آپ بیچ میں سے ہٹ جایئے ان ہندوؤں نے ہم پر بلا وجہ خشت باری کی ہے آج ہم ان سُورماؤں سے نپٹ کر دم لیں گے۔ نوجوان کی آنکھوں میں خون تھا اس گروہ میں جس قدر نوجوان تھے وہ احرار اور مسلم لیگ دونوں جماعتوں سے تعلق رکھتے تھے، مگر وہ میری بات کو ٹالنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے، میں نوجوان کو ابھی سمجھا ہی رہا تھا کہ ہندو نوجوانوں نے پھر خشت باری شروع کر دی، مسلمانوں نے چلا کر مجھے کہنا شروع کیا۔ اگر آپ کو ایک بھی اینٹ لگ گئی تو ہم سارے محلّہ کا صفایا کر دیں گے۔

اب میں نے ہندوؤں کے ہجوم کی طرف دیکھا، اُن میں کچھ لوگ دوسرے محلوں سے آئے ہوئے تھے جنہیں میں پہچانتا تھا۔ میں نے انہیں ڈانٹا اور کہا کہ میں مسلمانوں کو روک رہا ہوں تم بلا وجہ اینٹیں چلا رہے ہو، کم بختو یہ تو ابھی تمہاری تکا بوٹی کر دیں گے۔ میں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک بالا خانہ سے اینٹ آئی اور سناتی ہوئی میرے سر کے پاس سے گذر گئی مسلمان نوجوان بپھر گئے وہ مجھے کہتے تھے کہ دیکھ لیا آپ نے؟ آپ پرے ہٹ جایئے ہم ابھی ٹھیک کیے دیتے ہیں۔

میں صورت حال کو اچھی طرح سمجھ چکا تھا مسلمان چوک سے آگے بڑھ آئے تھے مجھے یہ خطرہ بھی تھا کہ یہی راستہ کوتوالی کا ہے۔ ابھی پولیس کی گارڈ آ جائے گی ہندو چونکہ اپنے محلّہ میں ہیں وہ گھروں میں گھس کر دروازے بند کر لیں گے، مسلمان نہ آگے جا سکے گا اور نہ پیچھے مُڑ سکے گا خواہ مخواہ گولیوں کا نشانہ بنے گا۔ میں نے نوجوانوں سے خفا ہو کر کہا کہ میں تم کو آگے نہ جانے دوں گا پہلے مجھ کو قتل کرو پھر آگے جانا۔ شریف اور بہادر نوجوان ٹھنڈا سانس لے کر پیچھے ہٹے بعض نے مجھے طعنہ بھی دیا اور یہ کہا کہ تم نے ان ہندوؤں کی جان بچا دی ورنہ لالہ بھائیوں کو پتہ چل جاتا کہ اینٹیں کیسے ماری جاتی ہیں ابھی یہ طعنہ زنی ہو ہی رہی تھی کہ دُور سے مسلح پولیس کی لاری آتی دکھائی دی میں نے مسلمان نوجوانوں کو ڈانٹ کر کہا کہ ایک دم گھروں کے اندر داخل ہو جاؤ لاری سر پر آ پہنچی مگر نوجوان میرا کہنا مان چکے تھے پولیس انچارج نے مجھ سے پوچھا ابھی جو ہجوم کھڑا تھا کدھر گیا میں نے کہا کچھ ادھر اور کچھ اُدھر۔ وہ لڑنا چاہتے تھے میں بیچ میں حائل ہو گیا یہاں خیریت ہے آپ شہر کے دوسرے حصہ کی خبر لیں، تھوڑے فاصلہ پر ایک تانگہ کھڑا تھا جس پر لاٹھیوں کی بارش ہو رہی تھی میں نے تھانیدار سے کہا کہ وہ دیکھو سامنے کسی کو مارا جا رہا ہے لے جاؤ اپنی لاری بچاؤ اگر بچا سکتے ہو، لاری کو سٹارٹ کرنے میں ذرا دیر ہوئی، مارنے والے رفو چکر ہو گئے۔ کرفیو آرڈر کا اعلان ہو گیا، شہر میں سناٹا چھا گیا مگر فساد رُک گیا۔ ایک ہفتہ کے اندر فضا پھر درست ہو گئی بازار کھل گئے۔ کاروبار جاری ہو گیا بظاہر سکون نظر آ رہا تھا مگر یہ ایسا ہی سکون تھا جو طوفان آنے سے پہلے سمندر کی سطح پر نظر آتا ہے، حالانکہ سطح کے نیچے خوفناک طلاطم کروٹیں لیتا ہے۔

میں پھر لاہور واپس چلا آیا، اور لاہور سے امرت سر چلا گیا امرت سر کے بازار راکھ کا ڈھیر بن چکے تھے جگہ جگہ

آگ کے شعلے بلند ہورہے تھے مگراب مسلمان کے دل پر کوئی خوف وہراس نہ تھا۔ وہ موت سے کھیل رہا تھا مسلمان کے پاؤں جم چکے تھے سکھ بھاگ رہے تھے مجھے مرکز میں واپس آنا پڑا۔ شہر امرت سر کی طرف سے ہم سب کو ایک حد تک اطمینان تھا البتہ دیہات کے حالات مخدوش ہو چکے تھے۔

مشرقی پنجاب کے مسلمانوں پر کیا گذری

عیدالفطر سے تین دن قبل لدھیانہ کے احرار دوستوں نے مجھے ایک روح فرسا پیغام بھیجا، جس نے میرے تمام پروگرام کو تہ وبالا کر دیا۔ ان دنوں میں لاہور میں مقیم تھا اور امرت سر کے دیہات کا دورہ کرنے والا تھا۔ امرت سر کے احباب میرے انتظار میں پا بہ رکاب تھے، اسی اثناء میں لدھیانہ سے بلاوا آ گیا کہ آ ؤ ورنہ شہر لُٹ جائے گا۔ سکھوں نے اپنی جتھہ بندی مکمل کر لی ہے ریاست پٹیالہ میں باقاعدہ اڈے بن چکے ہیں۔ دو چار روز میں سکھ بلوائی شہر پر دھاوا بولنے والے ہیں۔

میں یہ بات پہلے ہی سے سمجھے ہوا تھا اور میں نے احباب سے اکثر اس بارے میں اپنی رائے کا بھی اظہار کر دیا تھا کہ لدھیانہ سکھ ضلع ہے یہ ایک آتش فشاں پہاڑ ہے فساد کی ہلکی سی چنگاری مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا باعث ہوسکتی ہے۔ مختصر یہ کہ میں حضرت امیر شریعت سے اجازت لے کر لدھیانہ پہنچا، شہر پر ہراس طاری تھا، احباب پریشان تھے، مشورہ ہوا اور اللہ کے بھروسہ پر تگ ودو شروع ہوگئی، بدقسمتی سے میرا محلّہ سکھ آبادی میں اور دیہاتی شاہراہ پر آباد تھا۔ اس طرف سے زیادہ خطرہ تھا میں نے چند دوستوں کو ساتھ لیا اور سکھوں کے مرکز میں عارضی اہتمام مفاہمت کی طرح ڈالی سکھ مسلم مشاورتی کمیٹی بھی بن گئی۔ مگر میں جانتا تھا کہ یہ خوش فہمی کا مقام ہے قومیں جب بدی پر اُتر آئیں اور تہیہ کر لیں تو کبھی اپنے ارادوں سے باز نہیں آتیں۔ سردار منگل سنگھ ایم ایل اے (سنٹرل) کی پارٹی نمائشی کانگرسیوں اور سیوک سنگھ والوں سے ساز باز کرنے میں مصروف تھی۔ حالات بگڑنے شروع ہوئے اِکّے دُکّے مسلمانوں پر حملے ہونے لگے دو، تین مسلمان روزانہ موت کے گھاٹ اُتار دیئے جاتے مسلمانوں نے ہاتھ نہیں اٹھایا اس حد تک کہ کسی ایک ہندو اور سکھ کو بھی گزند نہ پہنچا۔

یہ وہ وقت تھا کہ جب مسلم لیگ، احرار اور بعض مخلص کانگرسی کارکن آپس میں دلی تعاون کرتے اور قیام امن کے لیے اپنی جان جوکھوں میں ڈال رہے تھے۔ عزیز محمود علی عارف مسلم لیگ کی طرف سے پیش پیش تھے وہ دیوانہ وار میرے ہمراہ متاثرہ علاقوں میں گھومتے پریشان حال لوگوں کی ڈھارس بندھ ہواتے رہے۔ عید کے دن سکھوں نے حملہ کی تیاری کر رکھی تھی تاہم مسلمانوں نے وقت مقررہ پر عیدگاہوں میں پہنچنا شروع کیا پولیس نے اچھی خاصی نمائش کر رکھی تھی خوشی کا وقت خوف وتشویش کی گھڑیاں بن کر گذر گیا لوگ خیریت سے گھروں میں پہنچ گئے۔ ادھر اکالی اور سیوک سنگھ کے سُورما فساد کرنے پر اُدھار کھائے بیٹھے تھے تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی مسلمانوں نے ہندوؤں اور سکھوں کے حملہ کا کوئی جواب نہیں دیا۔ فسادی رہنما ناکامی کا مُنہ دیکھنے لگے شہر سے باہر گوردوارے میں مشورہ ہوا، اور

یہ طے پایا کہ مسلمانوں پر حملہ بول دیا جائے۔ جگہ جگہ غیر علاقوں کے سکھ نظر آنے لگے ہمارا محلّہ محاذ جنگ بن گیا۔ کچھ ہندو اور سکھ ایسے بھی تھے جو فساد نہیں چاہتے تھے مگر وہ بے بس تھے کانگرس کے مخلص کارکن قیام امن کے لیے دوڑ دُھوپ کرنے لگے اس نیک کام کے لیے وہ جس قدر آگے بڑھے ہندو اور سکھ قوم نے انھیں اسی قدر پیچھے دھکیل دیا حتیٰ کہ انھیں اپنی جانوں کے بھی لالے پڑ گئے مولوی عبدالغنی جو کل تک ہندوؤں اور سکھوں میں محبوب تھے کٹّر فرقہ پرست سمجھے جانے لگے غرضیکہ شہر میں اچانک تبدیلی آ گئی ہمارے ہاں شہر سے باہر محلوں کی شکل میں کچھ نئی آبادیاں تھیں جو سکھوں کے نرغہ میں آ گئیں۔ میں نے آبادیوں میں جا کر مسلمانوں کو ڈھارس بندھائی مگر سیل حوادث نے بہت جلد میرے باندھے ہوئے کمزور بند یکے بعد دیگرے توڑ ڈالے۔

ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کے خوفناک ارادے

اکالی رہنما اور بلوائیوں کے سرکردہ کوتوالی کے چکر کاٹنے لگے ہم فریادی کی حیثیت سے افسران کی کوٹھیوں پر اور کوتوالی میں پہنچتے تو سب سے پہلے ہمیں انھیں لوگوں سے دوچار ہونا پڑتا جن کے خلاف ہمیں فسادات کو ہوا دینے کی شکایت ہوتی۔ ہم نے کانگرسی رہنماؤں سے کہا کہ وہ صحیح حالات کی اطلاع ہائی کمانڈ تک پہنچائیں اور انھیں بتائیں کہ کانگرسی حکومت میں اندھیر گردی ہو رہی ہے اور کانگرس کے نام کو بٹہ لگ رہا ہے۔ مولوی عبدالغنی اور سردار بچن سنگھ ایم ایل اے کئی بار دہلی پہنچے مگر نیچے کی تمام مشینری سازش میں شریک ہو کر من مانی کارروائیاں کر رہی تھی۔ حکومت نے اعلان کیا کہ جیپ کاریں جن سے بلوے منظّم کیے جاتے ہیں ضبط کر لی جائیں مگر یہی کاریں ڈپٹی کمشنر کی کوٹھی اور کوتوالی میں بلوائی رہنماؤں کو لے کر پہنچتی رہیں۔ سردار بچن سنگھ ایم ایل اے نے ایک روز ہماری موجودگی میں سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ڈپٹی کمشنر سے صاف صاف کہہ دیا کہ فسادات میں آپ کا ہاتھ ہے آپ کے ہاں بلوائی رہنما آتے ہیں جیپ کاریں نہ صرف بازاروں میں بلکہ کوتوالی میں ہو کر دیہات کو جاتی ہیں آپ انھیں پٹرول کے پرمٹ بھی دیتے ہیں۔ ہمارے پاس ثبوت موجود ہے افسران گھبرائے تو بہت مگر نہایت بے حیائی سے باتیں بناتے رہے مجرم ضمیر انھیں اُکھڑی اُکھڑی باتیں کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ بہر حال ہمیں مستقبل کی ہولناکیاں صاف نظر آنے لگیں ہم نے ان کانگرسی دوستوں کو دہلی اور لاہور بھجوا دیا تاکہ وہ کانگرسی رہنماؤں کو تبدیلی حالات کے لیے کچھ کرنے پر مجبور کریں اور ان غیر ذمہ دار افسروں کو تبدیل کرا دیں مگر ہماری تمام کوششیں ناکام رہیں ہونے والی بات ٹل نہ سکی اور ہمارے بنائے کچھ نہ بنا، آخر ہمیں سکھ سُورماؤں کے مظالم کا شکار ہونا پڑا۔

(جاری ہے)

خطاب: جانشین امیر شریعت، امام اہل سنت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ قسط نمبر (2)

واقعاتِ سیرتِ طیبہ وسیرت صحابہ رضی اللہ عنہم

جانشین امیر شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ 1969ء میں پہلی دفعہ کمالیہ تشریف لائے۔ اور پھر اکثر تشریف لاکر اجتماعات سے خطاب فرماتے رہے یہ اجتماعات مرکز احرار جامع مسجد صدیقیہ میں ہوتے۔ حافظ محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ علیہ مجلس احرار کے بے لوث اور متحرک کارکن تھے جو مدرسہ جواہر القرآن جامع مسجد مکیہّ کے منتظم تھے اُن کے اصرار پر مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ پہلی دفعہ اُن کے ہاں 26 رجب المرجب 1401ھ مطابق 21 مئی 1982ء بروز جمعۃ المبارک تشریف لائے۔

نماز جمعہ سے قبل مولانا عبداللہ صاحب شیخ الحدیث مدرسہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کا بیان تھا۔ نماز جمعہ کے بعد تین بجے سے چھ بجے تک تین گھنٹہ حضرت شاہ جی کا بیان ہوا۔ یہ ایک تاریخی خطاب تھا جس میں آپ نے بہت سے موضوعات کو اپنے خطاب کا حصہ بنایا۔ رجب کے اسلامی مہینہ کی نسبت سے آپ نے واقعۂ معراج پر روشنی ڈالی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہ آپ کب اسلام لائے؟ بیان فرمایا۔ وادی خیبر میں مفتوحہ نو قلعوں کا تفصیلی ذکر فرماتے ہوئے ''فدک'' نامی بستی کے حاصل ہونے کا بیان فرمایا۔ ''فدک'' کی وراثت کے ضمن میں حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا موقف اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے موقف پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

یہی وہ اہم موضوع ہے جس کا سب سے زیادہ ذکر ہوا ہے گویا یہ آپ کے خطاب کا مرکزی موضوع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا تفصیلی تعارف اور خاندان بنوامیہ کا تذکرہ ہے۔ خطاب کے آخر میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تبرا کرنے والوں کے عبرتناک انجام کا تذکرہ ہے۔

سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ کے حکم پر اس خطاب کو کیسٹ سے کاغذ پر اُنہی دنوں منتقل کر دیا گیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اس کی اشاعت کی نوبت آب آ رہی ہے۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تاریخی خطاب پیش خدمت ہے۔ تاریخ کے بہت سے گوشے بے نقاب ہوتے ہیں۔ پڑھیے اور اپنے ایمان کو تازہ فرمایئے۔

(عبدالکریم قمر، کمالیہ)

یہ پوری سورت جس صحابی کے فعل کی وجہ سے نازل ہوئی، اُن کا نام ہے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ، بڑی ح، وہی حلوے والی، جو آپ کے ہاں بڑی مشہور ہے۔ حاطب بن ابی بلتعہ، ب لام، ت، ع، ہ۔ یہ ایک صحابی ہیں، غزوۂ بدر میں یہ شریک تھے، قصہ آ گیا ہے دو لفظ یہ بھی بتا تا چلوں۔ تو غزوۂ بدر کے شریک جو لوگ ہیں، اللہ کے ہاں ان کا بڑا درجہ ہے۔ پہلے تو چار یار ہیں، ابوبکر وعمر، عثمان وعلی، ان کے بعد چھے مزید بزرگوں کا درجہ ہے۔ حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن ابن عوف، ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت عمر فاروق کے بہنوئی سعید ابن زید، یہ چھے بزرگ، ان چار کے بعد درجے میں اونچے ہیں، ساری کائنات میں ان چھے کو ملا کر

پھر تین سو تیرہ سے چھے نکالیے، باقی کتنے رہ گئے؟ تین سو سات۔ تین سو سات وہ بزرگ صحابی ہیں جو بدر کے میدان میں حضرت کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر، اللہ کے دین کو قائم رکھنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا کر اپنا حقیر جانوں کا نذرانہ لے کر میدان میں آ گئے تھے۔ پھر ساری کائنات میں درجہ اُن کا زیادہ ہے۔ اُس کے بعد پھر وہ لوگ ہیں جو شوال سن 3ھ میں میدان اُحد کے اندر جانبازی کے جوہر دکھائے، وہ ساڑھے چھے سو صحابہ، پھر وہ افضل ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جنھوں نے پھر غزوۂ خندق کے موقع پر سات آٹھ ہزار کفار کے لشکر کے مقابلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں کھڑے ہو کر مدینے کے ماحول میں خندق بھی بنائی اور جنگی سیاسی حکمت عملی کے مطابق، آج کا بڑے سے بڑا جرنیل بھی اس کو تسلیم کیے بغیر اُس کے پاس اِس کے سوا چارہ کوئی نہیں کہ اُس دور میں اگر آج کا کوئی بڑے سے بڑا مہذب جرنیل بھی ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کھدوائی ہوئی خندق کے سوا اُس کے پاس بھی مدینے کی حفاظت کے لیے اور کوئی صورت نہیں تھی مدافعت کی۔ اُس خندق کے کھودنے میں جو صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے، پھر ساری کائنات میں درجہ اُن کا زیادہ ہے۔ پھر اُس کے بعد چھے ہجری میں مکہ مکرمہ سے اُرے، تنعیم کے اُرے حدیبیہ کے میدان میں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ میں سفیر بنا کر حضور علیہ السلام نے بھیجا (کہہ دیجیے صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ واپس نہ آئے۔ جلدی واپس نہ آئے تو مشہور ہو گیا کہ اِنَّ عُثْمَانَ قَدِاسْتُشْهِدَ عثمان کو کافروں نے پکڑ کر شہید کر دیا ہے۔ ایک غم والم کی اور بے تابی کی اور اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی۔ حضور کریم علیہ السلام کو وحی نہیں آئی تھی اُس وقت تک اور علمِ غیب تھا نہیں، ورنہ جو آدمی عرش کی باتیں بتاتا ہے، وہ مکے کی بات نہیں بتا سکتا تھا؟ جو یہ بتاتا ہے کہ میں نے جبریل کو وہاں پر کھڑے ہوئے دیکھا، سدرۃ المنتہی کے پاس (وَاَنَّهٗ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمٰوٰتِ) کہ وہ آسمانوں کے درمیان بڑے حسین انداز سے لٹکا ہوا کھڑا تھا۔ جو شخص یہ بتاتا ہے کہ میں نے خدا کا ایک ایسا نور دیکھا جو کسی کو نہیں دکھایا گیا، جو ذاتِ گرامی یہ بتاتی ہے (اُرِيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ) کہ مجھے جنت اور دوزخ بھی دکھائے گئے۔ جو شخص یہ بتاتا ہے کہ میں نے جنت کے اندر عمر کا محل دیکھا ہے اور اس کے اندر ایک حور بیٹھی ہوئی دیکھی۔ فَاَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهَا کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں جنت کے اُس محل کے اندر جاؤں فَذَكَرْتُ غَيْرَةَ عَمَرَ تو مجھے عمر کی غیرت یاد آ گئی کہ کہیں وہ یہ نہ کہہ دیں، یارسول اللہ چاہے میں آپ کا اُمتی ہوں، کم از کم میرے گھر میں آپ پوچھ کر تو داخل ہوتے، یہ نبی فرماتے ہیں: فذكرتُ غيرة عمرَ فَمَادَخَلْتُ فرمایا پھر میں عمر کی غیرت کو دیکھ کر واپس آ گیا۔ یہ تو نبی نے تصدیق کر دی کہ محل موجود ہے اور اُس کے اندر ایک حور عمر کے انتظار میں بیٹھی ہے، میں نے داخل ہونا چاہا لیکن عمر کی غیرت کو دیکھ کر میں واپس آ گیا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ بیان کیا فَسَلَخَ عُمَرَ، عمر کی چیخ نکل گئی اور عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا عَلَيْكَ اَغَارُ، کیا میں بدقسمت آپ کے مقابلے میں غیرت کرتا؟ میں کس کا غلام ہوں؟ اور جنت کس کی چیز ہے؟ جنت بھی آپ کی ہے، میں بھی آپ کا۔ آپ چلے جاتے تو مشرف ہو جاتا میرا گھر۔ جو ذات گرامی ارض وسماوات کی

خبریں بتا رہی ہے، وہ حدیبیہ سے لے کر مکے تک چند میل کے فاصلے پر عثمان کا حال نہیں بتا سکتی تھی؟ اصل میں خدا بتانا یہ چاہتا ہے کہ عالم الغیب کون ہے؟ (اللہ۔اللہ) نبی کو جب تک خدا کی طرف سے وحی نہ آئے وہ سارے نبیوں کا سردار بھی کیوں نہ ہو، وہ زبان نہیں کھول سکتا، خود تو بھیجا ہے، عثمان کو مکے اور خود چپ ہیں۔ اگر شہید ہو گئے تھے تو پھر بیعت لینے کا مطلب تو یوں بھی درست بنتا ہے اور اگر شہید نہیں ہوئے اور بیعت لی ہے تو مطلب یہ ہے کہ حضور کو اس وقت تک یہ علم نہیں تھا کہ عثمان شہید ہوئے یا نہیں؟ اگر علم ہوتا کہ شہید نہیں ہوئے تو پھر بیعت لینا بے مقصد ہے۔ بات سمجھ آ رہی ہے؟ اگر شہید ہو گئے ہیں، بیعت لی ہے تو درست ہے، لیکن علم نہیں ہوا، خدا نے بھی نہیں بتایا کہ عثمان شہید ہو گئے ہیں کہ نہیں؟ آخر خبر وحی سے آئی کہ عثمان زندہ سلامت ہیں، معاملات میں الجھاؤ ہے، گفتگوئے مصالحت میں تاخیر ہو رہی ہے۔ مکے والے اڑنگا لگا رہے ہیں، اُن کی شرائط بڑی سخت ہیں۔ وہ جلدی سے آپ کو مکے آنے دینے کی اجازت دینا نہیں چاہتے۔ لیکن بیعت اسی لیے حضور علیہ السلام نے کی، اپنے ایک ہاتھ کو فرمایا: هٰذِهٖ يَدُ عثمانَ ، یہ میرا ہاتھ نہ سمجھو، یہ اس وقت عثمان کا ہاتھ ہے۔ اب جس ہاتھ کو نبی نے عثمان کا ہاتھ بنا دیا ہو تو وہ ہاتھ عثمان کا، پھر نبی کا ہاتھ نہیں کہلائے گا؟ جب نبی نے اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ کہا تو ہم الٹ کے یوں نہیں کہیں گے، اب کہ عثمان کا ہاتھ بھی نبی کا ہاتھ ہے، جب نبی کا ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے تو پھر عثمان کا ہاتھ تو بدرجہ اولی نبی کا ہاتھ ہے، اب اس ہاتھ کو جو شخص یہ کہے کہ یہ سلطنت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے قابل نہیں تھا، جو اس ہاتھ کو یہ کہے کہ یہ گورنروں کے انتخاب وتقرر میں حکمت عملی کو برقرار نہیں رکھ سکتا تھا، جو شخص یہ کہے کہ یہ معمر اور زیادہ ہو جانے کی وجہ سے سٹھیا گیا تھا، اس کا دماغی توازن درست نہیں تھا، جو شخص اس ہاتھ کے متعلق یہ کہے کہ اس نے اپنے رشتہ داروں کو حُبِ اقربا کی غلط عصبیت کے تحت فٹ کر دیا تھا سرکاری مشینری میں۔ اس کے متعلق فیصلہ کرنا پڑے گا کہ یہ بات اُس کے دماغ سے نکلی ہے تو یہ اس کے دماغ کا فتور ہے۔

خدا کا رسول اُس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہہ رہا ہے نبی کا ہاتھ اتنا سستا نہیں کہ ہر للّو پنجو کے لیے اُس کا نام دے دیا جائے بڑا قیمتی ہاتھ ہے۔ جس کو جبریل آ کے چومتا ہے بڑا قیمتی ہاتھ ہے جس نے یوں امامت کے لیے ہاتھ باندھا ہے تو نبیوں کی امامت کرائی ہے۔ بڑا قیمتی ہاتھ ہے جس نے دوسرے آسمان پر جیتے جاگتے عیسیٰ کی ملاقات کی ہے تیسرے چوتھے پر یوسف و یحییٰ کو دیکھا ہے۔ ساتویں پر اپنے ابا جان ساری کائنات کے دادا جان آدم علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ پانچویں چھٹے پر ابراہیم کو ادریس کو نوح کو دیکھا ہے ان سے مصافحے کیے، معانقے کیے، یہ کوئی معمولی ہاتھ نہیں۔ وہ صاحبِ ید، وہ ہاتھ کا مالک خود اپنے پاک ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ کہتا ہے تو پھر عثمان کے دماغ کے متعلق یہ خرافات بولنے والا دو حال سے خالی نہیں۔ یا اوّل درجے کا جاہل، احمق، پاگل، مخبوط الحواس، ماؤف الدماغ، دنیا کا سب سے بڑا کودن ہے یا سب سے بڑا چارسوبیس، بہت بڑا مکار اور فراڈیا ہے۔ سمجھ آ رہی ہے آپ کو بات؟ ہاں جی معاملہ دور نہ ہو جائے۔ پھر جن لوگوں نے حضرت عثمان غنی کا ہاتھ سمجھ کر حضور کے دستِ مبارک میں ہاتھ دیا، وہ تقریباً پندرہ سو لوگ ہیں، تو اُمت کا فیصلہ ہے کہ

اُس کے بعد اُن کا درجہ ہے۔ اُس کے بعد پھر وہ لوگ ہیں جنھوں نے غزوۂ خیبر کے اندر سن 7 ہجری کے محرم میں 1400 کی تعداد میں شرکت کی اور وہ قلعہ جس کا نام ''قموص'' ہے، جس کا دروازہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے توڑا تھا، اُس قلعے سمیت دس قلعے خیبر کے علاقے میں فتح کیے۔ یہ تفصیل کا وقت نہیں ورنہ میں بتا تا۔ یاد رکھیے! یہ غلط مشہور ہو گیا کہ سارا خیبر علی نے فتح کیا۔ علی تو لشکر کے ایئر گارڈ میں لیٹے ہوئے تھے، خیمے کے اندر۔ اُن کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، وہ اٹھ کر آ نہیں سکتے تھے، اُن کو بخار تھا۔ گرمی کا موسم ہے، حضور علیہ السلام کے ساتھیوں میں چودہ سو صحابہ ہیں۔ جن کے علَم بردار سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو حضرت عامر بن اکوع کے بھائی ہیں اور اس لشکر کے اندر ابوبکر وعمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم اس میں شامل ہیں تو یاد رکھیے کہ خیبر کی پہاڑیوں پر دس قلعے تھے۔ کتنے میں نے کہا ہے؟ (مجمع سے آوازیں، دس) دس قلعے تھے۔ ایک کا نام ناعم ہے، ایک کا نام وکیع ہے، ایک کا نام سُلالم ہے، ایک کا نام قموص ہے، یہ سب قلعے وادیٔ خیبر کے ہیں۔ باقی نو کے نو قلعے صحابہ کرام کی پوری فوج نے فتح کیے، ان کمانڈروں کی زیرِ کمان فتح ہوئے جن کا نام میں لے چکا ہوں، لیکن قموص نام کا قلعہ علی مرتضیٰ کی زیرِ قیادت فتح ہوا ہے۔ لہٰذا یہ دماغ سے تصور نکال دیں۔ یہ بھی رافضیت کا پراپیگنڈا ہے۔ فاتح قلعۂ قموصِ خیبر ''علی'' بالکل سچ ہے، اس کے اندر دوسرا کوئی شریک نہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ سارا خیبر علی نے فتح کیا، یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے، کائنات میں صحابہ کرام کے خلاف اتنا بڑا عدم اعتماد اور نو کانفیڈنس اور تاریخ کی اتنی بڑی تکذیب ہے کہ کسی یہودی نے بھی نہیں کی۔ یاد رکھیے! خیبر کے نو قلعے کس نے فتح کیے؟ ابوبکر نے، عمر نے، محمد ابن مسلمہ کے بھائی نے، زبیر ابن عوّام نے۔ حضرت زبیر نے قلعہ فتح کیا تو حضور نے پہاڑی سمیت وہ پورا قلعہ حضرت زبیر کو عطا فرما دیا، اس کا نام ناعم ہے۔ اس کے بعد جب حضور علیہ السلام نے وہ اُن کو عنایت فرمایا تو اُس کا نام ہی قلعۂ زبیر پڑ گیا۔ کیا تاریخ کے اندھوں کو یہ نظر نہیں آتا۔ شیعہ سنی تاریخ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ایک پورا قلعہ جب پہاڑی پر حضرت زبیر نے فتح کیا تو فَاَعطَاہُ اِیّاہُ حضور نبی علیہ السلام نے وہ قلعہ پوری پہاڑی سمیت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا کہ جاؤ تم نے فتح کیا، تمھاری جاگیر ہے۔ اللہ کے حکم سے تمھاری جاگیر ہے، لوگوں کو یہ نظر نہیں آتا۔ قموص کا قلعہ ایسا تھا کہ جتنی دفعہ حملہ ہوا، اس قلعہ کا دروازہ نہیں ٹوٹا۔ تو اللہ کی طرف سے اطلاع آئی کہ یہ قلعہ اور اس کی فتح، یہ علی کا مقدر ہے، کسی اور کی قسمت میں نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: اینَ علی؟ ایک کروڑ برس گزر جائیں، جتنے ذرائع ہیں علم حاصل کرنے کے، وہ اُمت کے ہر ایک شخص کو مل جائیں، وہ سب کچھ کرنے کے باوجود ایک کروڑ برس کی عمر اس کو مل جائے، نبی کو جو علم خدا دیتا ہے، اس کے کروڑویں حصے کے برابر بھی دنیا کا علم نہیں پہنچ سکتا، تو خدا نے علم دیا، جتنا دیا، اُتنا نبی بولتے تھے۔ وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی ، اے نبی آپ کہیں کہ میرا نبی جو ہے وہ اپنی مرضی سے نہیں دین کی باتیں بتاتا۔ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ، جب اُس کو دین کی بات وحی کی جاتی ہے، وہ تب بولتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمانا یہ چاہیے تھا کہ علی ساتھ خیمے میں ہیں، ان کو بلا کے لاؤ۔ فرماتے ہیں اَینَ عَلِیٌّ؟ تو صحابی نے جواب دیا: یَا رسول اللّٰہ فی الخیمۃ ، وہ خیمے میں ہیں۔ وقد اَنَّکۃ عَیْنَاہ ، اور ان کی آنکھیں دکھ رہیں

ہیں، سرخی ہے۔ پنجابی اِچ کہندے نیں، رڑک پیندی پئی اے۔ ہے نا؟ عربی میں اُسے کہتے ہیں دَمَـق، جو رَڑک ہے اُسے عربی میں دَمَـقَ کہتے ہیں۔ ہماری اردو میں بھی آنکھیں دکھ رہیں۔ پنجابی میں کہتے ہیں خیر نال اکھاں آیاں ہوئیاں نے۔ اور پہلے تے پیر پکوڑی شاہ دے عرس تے گئیاں ہویاں سی نا، آ گئیاں نے۔ اکھاں دا کم ایہوای اے کہ لڑن جیہڑا بندہ لڑے گا مار تے کھائے گا نا؟ جے مار کھائے گا تے منہ سر تے بھجدا ای اے ناں۔ اکھاں آیاں ہوئیاں نیں۔ کی مطلب؟ کہ جیہڑے کرتوت کیتے سن اوہدی سزا پا گیاں نیں۔ اکھاں دا کہندے نیں،

انہاں اکھیاں دا کی علاج کریئے
ظالم تکنوں مُول نہ رہندیاں نیں

اکھاں جو ہوئیاں۔ اکھاں دا کم ایہوای ہے نا ماسٹر جی، ایدر اودر ویکھنا، مار کھانا، فیر نیویں ہو کے تے ہنجو وگانے۔ انہاں دا کم ایہوں ای اے۔ ہاں جی۔

انہاں اکھیاں دا کی علاج کریئے
ظالم تکنوں مُول نہ رہندیاں نہیں

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، فرمایا: اُطلبوہ، بلاؤ اس کو۔ بلایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، آنکھوں پر ہاتھ رکھا ہوا ہے، فرمایا کہ کیا حال ہے؟ یا رسول اللہ! میری آنکھیں دکھ رہی ہیں، بہت تکلیف ہے مجھے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھوں کو پکڑ کر دستِ مبارک سے کھولا، فَتَـفَـلَ فِيْـهِ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ سے تھوکا، پھر منہ پر لبِ مبارک لگتا گیا، فرماتے ہیں: فَصار الاحسن ...... پہلے سے بھی زیادہ روشن ہوگئیں اور علی رضی اللہ عنہ کو موت کی گھڑی تک کبھی وہ آنکھیں دکھنے آئی نہیں۔ یہ معجزہ ہے۔ علی رضی اللہ عنہ کی خوش نصیبی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم فرمائی ہے۔ اللہ کی طرف سے نظرِ عنایت ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود علی رضی اللہ عنہ کو پٹکا باندھا، پگڑی خود باندھی، جھنڈا خود عنایت فرمایا۔ فرمایا بسم اللہ اب جاؤ اور دیکھو کیا ہوتا ہے؟ علی گئے تو اُن کی تلوار سے قلعہ قموص کا دروازہ ٹوٹا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قسمت میں لکھا ہوا تھا، کسی دوسرے کے مقدر میں نہیں تھا۔ یہاں تک بالکل صحیح ہے۔ جو اس کا انکار کرے ہم اس کو شریف انسان نہیں سمجھتے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہت بڑا قلعہ فتح کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ چودہ سو صحابہ میں سے کتنے ہوئے؟ (مجمع سے آوازیں، ایک) چودہ سو صحابہ تھے نا؟ ایک کو الگ کرو، باقی کتنے رہ گئے؟ مجمع سے آوازیں، تیرہ سے ننانوے) تیرہ سو ننانوے۔ نو قلعے تیرہ سو ننانوے نے فتح کیے اور ایک قلعہ، ایک نے فتح کیا۔ لوگ کہتے ہیں یہ علی کے منکر ہیں، مانتے نہیں۔ میں کہتا ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک قلعہ فتح کیا۔ اکیلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک کمانڈر تھے، اگر ایک کی فتح کا منکر بے ایمان ہے، میری بات سمجھ گئے ہیں۔ اگر چودہ سو میں سے ایک کی فتح کا منکر بے ایمان ہے تو تیرہ سو ننانوے کی فتح کا منکر کون ہوگا؟ ڈبل بے ایمان۔ اُس سے بڑا بے ایمان کون ہوسکتا ہے؟ ایک کمانڈر، ایک قلعہ فتح کرے، اُس کا منکر تو ہوا بے ایمان اور جو تیرہ سو ننانوے کی فتوحات کا منکر ہو، وہ کون؟ ڈبل، ٹرپل، چھے گنا بے ایمان۔ دس منزلہ بے

ایمان۔ عبداللہ بن ابی کا بھی دادا جان۔ کعب بن اسود کا پردادا، لکڑ داد بلکہ چھکڑ دادا جان۔ رئیس المنافقین واخبث المنافقین وہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں تیرہ سو ننانوے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مختلف کمانڈروں کی زیرنگرانی فتح کیے ہوئے نو قلعوں کی فتح کا منکر ہو۔ وہ بڑا بے ایمان ہے کہ نہیں؟۔ اگر ایک کی فتوحات کا منکر بے ایمان ہے تو نو کی فتوحات کا منکر اُس سے بڑا بے ایمان ہوگا کہ نہیں؟ سیدھی سیدھی بات ہے۔ تو یاد رکھیے! وکیع، سُلالم، ناعم، قموص اور آخری قلعہ، قلعہ نہیں تھا بستی تھی۔ جس کا نام ہے فدک۔ فدک بستی ہے چھوٹی سی۔ لوگ کہتے ہیں بڑا لاکھوں مربع میل تھا، جہاں باغات تھے، سبزیاں تھیں اور کھیت تھے ہرے بھرے، میدان تھے، یہ تھا وہ تھا۔ وہ ابوبکر نے غصب کر کے بیت المال میں ڈال لیا۔ فاطمہ کو نہیں دیا۔ میں چندہ کروں گا، آپ ہی لوگوں سے اور چندے کے ساتھ جو پیسے آئیں گے، اُن کے ساتھ اس آدمی کا ٹکٹ لے دوں گا، حجازِ مقدس کا۔ جو فدک کی پیمائش کرنے کے لیے جانا چاہے۔ پٹواری، گرداور اور قانون گو کمالیہ سے لے لیں۔ اپنا کرایہ میں خود خرچ کروں گا۔ لیکن اُس آدمی کا کرایہ میں آپ لوگوں سے مانگ کر دوں گا۔ اس کو میں ساتھ لے جاؤں گا۔ یہ وہاں مجھے پیمائش کر کے بتادے کہ فدک کے موضع کا ایریا کتنا ہے؟ رقبہ کتنا ہے؟ کتنے گاؤں؟ کتنے مربع میل؟ کتنے کلومیٹر اُس کا رقبہ ہے؟ کتنے لاکھ کی آبادی ہے؟ کہ اب بھی وہ چند جھگیوں کا مجموعہ ایک گاؤں ہے؟ یہ مجھے بتا دیں۔ ابوبکر نے جو کچھ کیا وہ تو اماں فاطمہ کی قبر پر کوئی ولی اللہ جا کر مراقبہ کر کے اب پوچھ لے۔ اگر شرافت سے جائے گا تو صحیح جواب ملے گا۔ رافضیوں والی نیت کے ساتھ گیا تو شاید چہرہ مسخ ہو جائے۔ چہرہ مسخ ہو جائے گا۔ اماں فاطمہ کے دروازے سے ایسی پھٹکار ملے گی۔ کیونکہ اماں فاطمہ نے تو ابوبکر کو کہہ دیا تھا کہ میں نے نہیں سمجھا۔ میں نے یہی سمجھا کہ میرے ابا کی ذاتی جاگیر ہے، اس لیے مجھے تم نہیں دے رہے۔ لیکن جب تم کہتے ہو تو دکھ تو مجھے بڑا ہوا ہے۔ انھوں نے کہا آپ کہیں مجھے دکھ ہوا، مجھے تسلیم ہے، میری جائیداد جو سَلح میں ہے، وہ لے لیں، نجد کی جانب جو میرا گھر ہے، آبادی مدینہ کے باہر جو میری جاگیر، میرا مکان ہے، وہ سب آپ لے لیں، لیکن جس جاگیر کو نبی نے بیت المال کی جاگیر کہی، وہ میں آپ کو نہیں بلکہ اپنے کسی بیٹے کو بھی دینے کو تیار نہیں۔ آپ راضی ہوں چاہے ناراض۔ لیکن آپ نبی کی بیٹی ہیں، میں آپ کو غیر قانونی وضع پر بھی ناراض نہیں دیکھنا چاہتا۔ **وانّی لَم اَزل قائماً علیٰ بابکِ حتٰی تقولی اَنِی قد رَضیتُ عَنکَ.** میں اس وقت تک دروازے سے ہٹوں گا نہیں، (چاہے مجھے نمازیں بھی یہیں پڑھنی پڑیں) جب تک آپ مجھ سے یہ نہیں کہیں گے کہ ابوبکر میں تم سے راضی ہو گئی ہوں۔ انھوں نے کہا نہیں تم جاؤ۔ کہنے لگے بالکل نہیں۔ آپ کے دروازے پاس آئیں اور پٹ کے پیچھے کھڑی ہو کے کہیں، تو پھر شیعہ سنی کا اتفاق ہے اس پر کہ انھوں نے فرمایا، دروازے کی اوٹ میں کھڑی ہو کر **اِذْھَبْ اِنّی عَنکَ رَاضٍ**، اب میں تم سے راضی ہوں، مجھے اس سے بڑھ کر کوئی تکلیف نہیں کہ مجھے علم نہیں تھا۔ بہرحال یہ بات لمبی ہے اور مختصر بھی ہے۔ تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس قلعوں کے بعد جو گیارہواں مقام فتح کیا، اس کا نام فدک ہے۔ فدک بغیر لڑائی کے فتح ہو گیا، وہاں یہودیوں کو پتہ چل گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج آ رہی ہے تو انھوں نے پیشگی پیغام بھیجا کہ ہمیں مارا نہ جائے، ہمیں قتل نہ کیا جائے، ہم بغیر لڑائی کے اپنی شکست تسلیم کرتے ہیں۔ فقہ کا

مسئلہ علماء جانتے ہیں، میں تو عالم نہیں ہوں، مولوی بھی نہیں ہوں۔ طالب علم کہلانے کا بھی حق دار نہیں۔ ٹوٹی پھوٹی کتابیں دیکھی ہیں، عالم تو یہاں ماشاءاللہ نوجوانوں کی لائن لگی ہوئی ہے۔ یہ بھی عالم ہیں اور آج تو ہمارے استاد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ مدظلہ تشریف لائے ہوئے ہیں، ساہیوال سے، عالم تو وہ ہیں، ہم لوگ تو ان لوگوں کا منہ دیکھنے والے ہیں۔ لوگ ہماری داڑھی کی وجہ سے ہم کو عالم کہتے ہیں، داڑھی کی وجہ سے عالم نہیں ہوتا، عالم تو صفتِ علم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایک چھوٹا نوعمر بھی عالم ہوسکتا ہے، جس کی داڑھی بھی ابھی نہ آئی ہو۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ، آٹھ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے تھے۔ گیارہ برس کی عمر میں انھوں نے بیٹھ کے فتویٰ دیا۔ تیرہ برس کی عمر تک وہ پڑھائی کے دوران ہی کئی کتابیں لکھ چکے تھے، تیس برس کی عمر میں انتقال ہوا اور ڈیڑھ سو کتابوں کے مصنف ہیں۔ اسی طرح ان کے ہم دور اور ہم زمانہ ایک بزرگ ہیں، مولانا عبدالعزیز پرھاروی، بستی پرھار غربی کوٹ ادو کے پاس پرلی طرف شمال مغرب میں، بالکل زمین کی گہرائی، گڑھے کے اندر ایک چھوٹی سی بستی ہے، وہاں گیا ہوں۔ اُن کے حجرے کی زیارت کی ہے۔ قبر پر فاتحہ پڑھا ہے، اُسی دور کے بزرگ ہیں، تیس بتیس برس کی عمر پائی ہے اور چار سو کتابوں کے مصنف ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اُن کو اگر پیدائش کے دن سے مان لیا جائے کہ انھوں نے پیدا ہوتے ہی لکھنا شروع کر دیا تھا تو گویا روزانہ وہ پیدا ہوتے ہی پانچ دس ورقے کتابوں کے لکھتے تھے۔ یہ ماننا پڑے گا۔ اس کے بغیر سمجھ میں نہیں آتا۔ تو اللہ میاں چاہے تو ایک چھوٹا سا بے ریش لڑکا بھی عالم ہوسکتا ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ (جاری ہے)

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ — بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ نظر: ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اعلان داخلہ

مدرسہ ختم نبوت و بخاری ماڈل ہائی اسکول

داخلہ جاری ہے — جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ

دینی وعصری تعلیم کا بہترین امتزاج — تمام شعبہ جات میں عربی بول چال کا خاص اہتمام

خصوصیات وشرائط داخلہ

★ حفظ وناظرہ قرآن کریم کا معیاری ادارہ ★ قرات عشرہ ★ ضلع چنیوٹ کا معیاری اور بہترین اسکول ★ مڈل تک اعلی معیار کی مفت تعلیم ★ علمی، فکری، اخلاقی وروحانی تربیت ★ خوش خطی پر خاص توجہ ★ شہری آلودگیوں سے پاک صاف ستھرا دینی ماحول ★ طعام وقیام اور علاج معالجہ کی سہولت ★ جنریٹر کی سہولت ★ داخلہ کے لیے فارم ب اور سرپرست کے شناختی کارڈ کی کاپی ہمراہ لائیں ★ طالب علم اپنی دو عدد تازہ تصاویر ہمراہ لائیں

رابطہ ناظم تعلیمات 0301-5317422

الداعی: سید محمد کفیل بخاری (مہتمم) مدرسہ ختم نبوت چناب نگر — رابطہ 0301-7181267

خطاب: مولانا سید محمد کفیل بخاری

مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم ملتان میں نئے تعلیمی سال کے آغاز پر افتتاحی تقریب

مدرسہ معمورہ، دار بنی ہاشم ملتان کے نئے تعلیمی سال کے آغاز پر 17 شوال 1443ھ، 19 مئی 2022ء بروز جمعرات جامع مسجد ختم نبوت میں افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ اس موقع پر مہتمم مدرسہ مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہٗ نے اساتذہ وطلباء سے فکر انگیز خطاب کیا جو نذرِ قارئین ہے۔ (ادارہ)

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده، اعوذ بالله من الشيطن الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم، هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ . قال النبی صلی الله عليه وسلم انما بعثت معلما صدق الله العظيم وصدق رسوله النبی الكريم .

نہایت قابل احترام اساتذۂ کرام، طلباء عزیز! الحمد للہ مدرسہ معمورہ کا نیا تعلیمی سال شروع ہو گیا ہے۔ آپ یقیناً اسی جذبے اور نیت کے ساتھ مدرسے میں دوبارہ تشریف لائے ہیں جس جذبے کے ساتھ گزشتہ سال تعلیم حاصل کرتے رہے اور اپنے وقت کو علم دین حاصل کرنے کے لیے وقف کیا۔

اللہ تعالیٰ نے جب دین عطا فرمایا تو معلّم بھی ساتھ ہی عطا فرمایا۔ معلّم کے بغیر علم آگے نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جن معلمین کو اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے بھیجا اُن کو ہم انبیاء کرام علیھم السلام کی عظیم الشان نسبت اور نام سے یاد کرتے ہیں۔ کوئی بھی نبی کسی انسان کا شاگرد نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ براہ راست ان کو علم عطا فرماتے ہیں۔ وہ علم جو مخلوق میں کسی کے پاس نہیں ہوتا۔ اللہ کا نبی اپنے زمانے میں ساری مخلوق میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہوتا ہے۔ سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضور خاتم النبیین سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں آخری نبی بنا کے بھیجا تو علم بھی آپ کو مکمل عطا فرما دیا۔ یعنی علم کامل ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم کائنات میں کسی کو بھی حاصل نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں انسانوں کو دین کی دعوت دی اور اللہ کے راستے کی طرف بلایا وہاں اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، اس کو تلاوت کیا، پڑھایا، سمجھایا اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ بتایا۔ یعنی تعلیم وتربیت دونوں کا اہتمام فرمایا کہ اس تعلیم کی روشنی میں اپنی زندگی کو دنیا میں کیسے گزارنا ہے اور آخرت کے سفر تک کیسے پہنچنا ہے۔ یہ ساری باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو سکھائیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کمال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اور کوئی نبی نہیں ہے لیکن دین بھی محفوظ ہے، قرآن بھی محفوظ ہے اور حضور صلی للہ علیہ وسلم کی ساری تعلیم بھی محفوظ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال مبارکہ، آپ کی

سنتِ مبارکہ اور آپ کی احادیث بھی محفوظ ہیں۔ نیا نبی بھی کوئی نہیں ہے اور اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی۔

دارارقم مکہ مکرمہ سے تعلیم وتربیت کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کا مکان تھا، انہوں نے اللہ کے دین کے لیے اس کو وقف کیا۔ وہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دین کی دعوت وتبلیغ اور تعلیم کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں، وہ اپنے دوستوں کو بُلا بُلا کر وہاں لے آتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی وہی لائے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرکے تشریف لے گئے تو مسجد نبوی کے ساتھ آپ کے حجرۂ اقدس سے متصل ایک چبوترہ تھا، تھڑا تھا، جس کو صُفہ کہتے ہیں۔ وہاں صحابہ رضی اللہ عنھم جمع ہو جاتے تھے۔ یہ پہلے اور حقیقی طالبانِ علمِ دین تھے۔ جنہوں نے دنیا کے وسائل کی پروا کیے بغیر صرف اپنی آخرت کو کامیاب کرنے کے لیے اور دنیا و آخرت کی زندگی کو انتہائی خوبصورت بنانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور شاگردی کو اختیار کیا۔ وہاں بیٹھ کے سب کچھ سیکھ لیا۔ یہ انہی اصحاب صفہ کا فیض ہے کہ آج پوری دنیا میں دین پھیل رہا ہے۔

مدرسہ کے لیے کسی عالی شان عمارت کی ضرورت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کی رضا، سچے جذبے اور صحیح نیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ میرے بھائی مولانا سید عطاء المنان بخاری مدرسہ معمورہ کی تاریخ پر کچھ تفصیلات آپ کو بتا رہے تھے۔ میں بھی ابتدائی طالب علم ہوں اس مدرسے کا۔ جب یہ مدرسہ بنا تو وہ سارے مناظر میرے سامنے ہیں۔ قرآن کریم کے ساتھ محبت وتعلق اور خاندانی نسبت، جو دین پڑھا اس کی ذمے داری کے احساس کے تحت ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے نومبر 1961ء میں مدرسہ معمورہ کی بنیاد رکھی۔ سب سے پہلے تو انہوں نے اپنے رہائشی محلے کوٹلہ تولے خان میں ایک مکان کرائے پر لیا۔ انہوں نے محلے میں ایک چھوٹی سی دکان بھی بنائی۔ اس دکان میں کچھ وقت جا کے بیٹھتے تھے۔ اس میں کتابیں اور سٹیشنری وغیرہ کچھ اس قسم کی چیزیں رکھتے تھے۔ وہ اپنے لیے دن کی روزی وہاں سے نکال لیتے تھے۔ دو استاد رکھے ہوئے تھے بڑے جید استاد تھے۔ ایک حافظ محمد رمضان سہیل تھے۔ بعد میں کراچی چلے گئے، اب پتہ نہیں حیات ہیں کہ نہیں۔ میں ان سے پڑھتا بھی رہا۔ بہت پڑھے لکھے جید عالم تھے اور جامعہ خیر المدارس میں شاہ جیؒ کے دورہ حدیث کی ساتھی بھی تھے۔ بہت اچھے شاعر تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔

دوسرے مولانا محمد رفیق رحمہ اللہ تھے، عارف والا کے۔ بہت اعلیٰ خوش نویس تھے۔ وہ پڑھاتے تھے، اب ان کا انتقال ہوگیا ہے۔ ایک نابینا استاد تھے حافظ غلام حسن۔ ماشاء اللہ اب بھی حیات ہیں، بڑی عمر پائی ہے۔ میں نے نورانی قاعدہ اور آخری دو پارے حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ سے حفظ کیے۔ 1966ء تک مدرسہ

اسی مکان میں رہا۔ بعد میں مکان والے نے کہا کہ ہمیں ضرورت ہے لہذا مکان چھوڑ دیں۔ تو شاہ جی نے جو اپنی دکان تھی اس میں یہ مدرسہ منتقل کر دیا، سارے طلباء وہاں جا کے بیٹھ گئے۔ کچھ عرصے بعد دکان کے مالک نے کہا کہ اس کو چھوڑ دیں۔ ایک اور دکان وہیں محلے میں مسجد رمضان والی کے ساتھ جو اس سے بڑی تھی، وہاں دودھ دہی بکتا تھا۔ شاہ جی نے وہ کرائے پر لے لی۔ تو ہم بڑے خوش ہوتے تھے کہ مدرسہ ہمارے گھر کے قریب آ گیا۔ تقریباً **70** کے قریب طلباء تھے۔ پھر اس دکان کے مالک نے کہا کہ دکان چھوڑ دیں۔ شاہ جی نے تغلق روڈ پر ایک چوبارہ کرائے پر لیا۔ حافظ محمد رضا رحیم یار خان کے احرار کارکن تھے، انہیں بلا لیا، پھر انہوں نے پڑھایا۔ اب ان کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ پھر چوبارے کے مالک نے خالی کرنے کا مطالبہ کیا تو قریب ہی مسجد نور تھی، سلّی خانے کے پاس۔ وہاں مدرسہ منتقل ہو گیا۔ یہاں بھی ملتان کے ایک احرار کارکن حافظ محمد بلال رحمہ اللہ پڑھاتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد حافظ عبدالحق تونسوی 1981ء تک یہاں پڑھاتے رہے۔ مسجد نور میں رمضان میں قرآن کریم شاہ جی خود سناتے تھے۔ محلے میں اوباش نوجوان تھے، اللہ سے امید ہے کہ ان کو ہدایت مل گئی ہوگی۔ شاہ جی ان کے لیے دعائیں کرتے تھے۔ جب شاہ جی تراویح میں قرآن پڑھ رہے ہوتے تو یہ نوجوان مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر تالیاں بجاتے تھے اور شاہ جی کو برا بھلا کہتے تھے۔ جب شاہ جی سلام پھیرتے تو وہ بھاگ جاتے۔ پتہ تھا کہ بندہ طاقتور ہے پکڑ لیا تو مرمت کرے گا۔ میں وہاں منزل سنانے جایا کرتا۔

حضرت شاہ جی رحمہ اللہ نے 1979ء میں یہاں دار بنی ہاشم میں رہائش اختیار کی تو مدرسہ مسجد نور سے یہاں دار بنی ہاشم منتقل ہوا۔ یہاں بھی کچھ نہیں تھا یہ سارا میدان تھا۔ ایک درخت تھا یہاں بڑا سا رابو ہڑ کا۔ ایک چھپر بنا دیا، یہاں دو تین درخت تھے۔ چھپر کے نیچے بیٹھ کر طلباء پڑھتے تھے۔ ایسے ہی گارے کی چنائی سے دو کمرے بنا دیے، دروازے بھی نہیں تھے۔ ہمارے مولانا محمد اکمل صاحب بھی حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ کے پاس یہاں پڑھتے رہے۔ تجوید پڑھاتے تھے، قرآن کریم کا تلفظ ان کو درست کراتے تھے، مشق بھی کراتے تھے۔ مفتی نجم الحق صاحب بھی یہاں پڑھتے رہے۔ میری رہائش جامعہ خیر المدارس میں تھی۔ روزانہ دار بنی ہاشم آتا تھا۔ مجلس احرار اسلام کے کام کے سلسلے میں۔ ایک روز میں آیا تو دس بارہ بچے حضرت شاہ جیؒ کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ فرمانے لگے ایک تبلیغی جلسے میں تقریر کے لیے گیا تھا، وہاں سے یہ چندہ اٹھا کر کے لایا ہوں۔ غریب گھرانوں کے بچے ہیں۔ ایک استاد کا انتظام بھی کر لیا ہے۔ یہ بچے قرآن کریم پڑھیں گے۔ یوں دار بنی ہاشم میں مدرسہ معمورہ کا آغاز ہوا۔

مقصد ہے کہ کوئی بڑی عمارت دین کی تعلیم کے لیے ضروری نہیں۔ تعلیم دین اس کے بغیر بھی ممکن ہے، ہمارے بزرگ ان کٹھن مراحل سے بڑی آسانی سے گزر گئے۔ ہماری خواہش ہوتی تھی کہ کچھ کمرے بن جائیں، یہ ہو وہ ہو۔ یہاں فلاں بیٹھے یہاں فلاں، سہولیات ہوں، تعلیم ایسے ہو، لیکن ان کے توکل کے سامنے ہماری ساری خواہشیں ختم

ہوجاتی تھیں۔ یہ اسی اخلاص کا نتیجہ ہے۔ محنت ان لوگوں نے کی، آج الحمدللہ ہم درجہ مشکوۃ شریف تک پہنچ گئے ہیں۔

1998ء میں لاہور میں مجلس احرار اسلام کا نیا دفتر خریدا۔ وہ بھی بہت بڑی جگہ ہے۔ دو منزلہ کوٹھی بنی ہوئی تھی۔ کئی کمرے تھے۔ ہم کچھ ساتھی بیٹھ کے مشورہ کر رہے تھے کہ اس کمرے میں یہ کریں گے۔ اس میں یہ کریں گے۔ تو شاہ جیؒ (مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ) کے کانوں میں ہماری آوازیں پڑتی رہیں۔ ہم مشورہ کر کے جب معمول کے مطابق ان کے پاس حاضر ہوئے تو فرمانے لگے کہ میں نے تمہاری ساری باتیں سن لی ہیں۔ پتہ نہیں تم کب کیا کرو گے، کس کمرے میں کیا تماشا لگاؤ گے۔ میں نے تو اپنا کام کر لیا ہے۔ اُن کے پاس سید خاندان کے دو بچے بیٹھے تھے۔ وہ یہاں مدرسہ معمورہ ملتان بھی پڑھتے رہے۔ ایک کا نام سمیع اللہ تھا۔ لاہور کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد سید بارک اللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ انہیں شاہ جی سے ملانے لائے تھے۔ شاہ جیؒ نے فرمایا یہ دونوں بچے دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا یہ قرآن کریم اب یہاں پڑھیں گے۔ میں نے مدرسہ ابھی شروع کر دیا ہے۔ یہ ایک استاد ہیں، ان کو میں نے رکھ لیا ہے۔ یہ ہمارا عزیز بچہ ہے اور یہاں تجوید پڑھ رہا ہے۔ یہ ان کو پڑھائے گا۔ اس کو اچھا سائیکل لے دو۔ شاہ جی نے پیسے بھی خود دیے۔ ذاتی پیسے دیے کہ اس کو سائیکل لے دو۔ یہ تجوید کا سبق پڑھنے کے لیے جائے گا تو اس کو پیدل نہ جانا پڑے۔ وقت ضائع نہ ہو۔ تو شاہ جیؒ نے جو مدرسہ شروع کیا وہ آج تک چل رہا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ قرآن پڑھا جائے گا تو آبادی ہوگی، برکت ہوگی، اللہ کی مدد آئے گی، اللہ کی رحمت نازل ہوگی۔ قرآن نہیں پڑھا جائے گا تو گھر ویران رہے گا۔ جو مرضی کر لو، جتنے مرضی اسلام زندہ باد کے نعرے لگاؤ۔ جتنی مرضی تحریکیں چلاؤ، جب تک قرآن نہیں پڑھا جائے گا دین کے کام کے اندر برکت پیدا نہیں ہوگی۔

جامعہ خیر المدارس جہاں ہم پڑھتے رہے۔ حضرت امیر شریعتؒ کے چاروں فرزندان پڑھتے رہے۔ وہاں درجہ قرآن کی درس گاہ نہیں تھی۔ آپ میں سے شاید کسی نے دیکھا ہو کہ وہاں ہندوؤں کا ایک مندر تھا بہت بڑا۔ حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ اس مندر کے اندر بیٹھ کر قرآن کریم پڑھاتے تھے۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری، حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری، حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمہم اللہ وہاں پڑھتے تھے مندر میں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیں کہ جس مندر میں بت پرستی ہوتی تھی، جہاں وہ بت رکھتے تھے وہ بڑی خوب صورت جگہ تھی سنگِ مرمر سے بنی ہوئی۔ اسی مندر میں اللہ کے کلام کو بلند کیا۔ تین یا چار کلاسیں تھیں جو اس مندر کی گیلریوں میں لگتیں اور قرآن کریم پڑھا جاتا تھا۔ کافی عرصے بعد درس گاہیں بنیں۔ درجہ کتب کے لیے وہاں ایک چھپر ڈالا ہوا تھا وہاں چار کلاسیں لگتی تھیں، ابتدائی جتنی بھی کلاسیں تھیں۔ ساتھ ایک باغ تھا امرودوں کا، وہاں چٹائیوں پر طلباء بیٹھے ہوتے اور کلاسیں لگی ہوتی تھیں۔ استاد پڑھا رہے ہوتے تھے۔ جب کام کرنا ہو تو اس کے لیے وسائل کا انتظار نہیں کیا جاتا۔ جو میسر ہو اللہ کا نام لے کے، اللہ کا شکر ادا کر کے کام شروع کر دیا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔اس کی تشریح فرمائی جو حدیث ہے۔قرآن کو عملی طور پر سکھایا۔جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ساری حجتیں پوری ہوگئیں۔وہ سلسلہ آج تک چل رہا ہے قیامت تک چلتا رہے گا۔اس کو کوئی نہیں روک سکتا۔ان شاءاللہ

دو باتیں ہیں۔حدیث پاک میں آتا ہے۔جن کو "نِـعْـمَتَـان" کہا گیا ہے۔دو نعمتیں۔ "اَلـصِّـحَّةُ وَ الـفَـرَاغُ" 'صحت اور فراغت یہ دو نعمتیں ہیں۔حدیث میں آتا ہے کہ ان کی قدر کرلو۔آج صحت ہے تو ہم چل پھر رہے ہیں۔نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ہم کھا پی رہے ہیں۔ہم پڑھ رہے ہیں۔کچھ سیکھ رہے ہیں۔فارغ ہیں تو اس فراغت میں جو وقت ہمیں ملا ہوا ہے، یہ جو آپ کی عمر ہے کوئی ذمہ داری کی عمر نہیں ہے۔آپ نے گھر نہیں چلانا۔وہ والدین چلا رہے ہیں اللہ کی رحمت سے۔انہوں نے قربانی دے کر آپ کو یہاں بھیج دیا کہ آپ کچھ پڑھ لیں، کچھ بن جائیں۔تو اس فراغت سے نفع اٹھائیں، پورے خلوص کے ساتھ اور اس مدرسے کی چار دیواری کے اندر بھی ایک وقت ہے جو آپ کی تعلیم کا ہے اور تعلیم سے جب فارغ ہوں گے تو پھر فرصت ہے آپ کے پاس۔اس وقت کو قیمتی بنانا چاہیے۔ اس وقت کو ہم ضائع نہ کریں، موبائل لے کر نہ بیٹھ جائیں۔آوارہ گردی کے لیے باہر نہ نکل جائیں۔ہاں ضرورت کے لیے جائیں۔ضرورت پوری کریں اور واپس مدرسے میں آجائیں۔بتا کے جائیں۔اجازت لے کر جائیں۔حالات ایسے ہیں، ماحول ایسا ہے، آپ کے والدین نے آپ کو امانت کے طور پر ہمارے سپرد کیا ہے اور آپ ہمارے بیٹے ہیں۔جس طرح ہماری اولاد ہے اسی طرح آپ بھی ہمارے بیٹے ہیں۔تو ہم آپ کا خیال کرنے کے پابند ہیں۔آپ کو راحت پہنچانے کے لیے ہم پابند ہیں۔ہماری ذمہ داری ہے کہ آپ کو تکلیف اور پریشانی سے بچائیں۔آپ اس وقت کو بھی قیمتی بنائیں، کچھ وقت اپنے آرام کے لیے رکھیں، تعلیم سے فارغ ہوئے۔کھانا کھایا آرام کریں۔تاکہ پھر دوسرے وقت میں سکون وفرحت کے ساتھ تعلیم حاصل کریں۔

اپنے اخلاق اچھے کریں۔ایک دوسرے کو گالیاں نہ دیا کریں۔ایک دوسرے کی غیبت اور چغلی نہ کریں۔آپ اپنے دوست کے بارے میں دوسرے دوست کے سامنے اس کی برائیاں بیان نہ کریں۔اس کو بُرا نہ کہیں۔ان چیزوں سے بچیں۔اپنے جسم کو پاک رکھیں۔کپڑوں کو پاک رکھیں۔صفائی ستھرائی کا خیال کریں۔مدرسے میں چلتے ہوئے جہاں بھی کوئی کاغذ کوئی چیز گری ہوئی نظر آتی ہے اس کو اٹھا لیں کسی ٹوکری میں پھینک دیں۔یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔بیت الخلاء میں جائیں تو اس کی صفائی کریں۔اچھی طرح پانی ڈالیں کہ وہاں بدبو نہ رہے۔یہ ہر بچے اور ہر بڑے کی ذمہ داری ہے۔ان باتوں کا خیال کریں۔کھانا کھاتے وقت ادب سے بیٹھیں۔ہاتھ دھو کے آئیں۔آپ روٹی کے ٹکڑے نہ بچائیں۔یہ رزق کی بے حرمتی ہے، اس سے بڑی بے برکتی ہوتی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے چھوٹے ذرات دسترخوان پر گر جاتے تھے ان کو بھی چن کر تناول فرما لیتے تھے۔اس کی بڑی فضیلت آئی ہے،

اس کی بڑی برکت ہے۔ ہماری کئی جسمانی بیماریوں کے لیے اس کے اندر شفاء ہے۔ اس کو کر کے دیکھ لیں۔ پھر آپ اس کا نفع بھی محسوس کریں گے۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو چوستے، برتن اچھی طرح صاف کرتے۔ کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے، کلی کر کے منہ صاف کرتے۔ آج اعلیٰ کھانا ہمیں میسر ہے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جن کو روٹی بھی صحیح نہیں ملتی۔ آپ دیکھیں کہ تھر چولستان کا علاقہ ہے، پانی نہیں مل رہا۔ لوگ پیاس سے مر رہے ہیں۔ اللہ معاف کرے، اللہ ان کے حال پر رحم فرمائے۔ اللہ ان کے لیے آسانیاں کرے، رحمت کی بارش آ جائے۔ ہمیں تو پانی مل رہا ہے۔ بلکہ آپ کو تو فلٹر کا صاف ستھرا پانی مل رہا ہے، یہ اللہ کی نعمت ہے۔ ہمارا کوئی کمال نہیں اس میں۔ اچھا کھانا مل رہا ہے۔ اچھا پانی مل رہا ہے۔ سہولتیں آپ کے پاس ہیں۔ ان سہولتوں اور وقت کی قدر کریں۔ صحت کی قدر کریں۔ اور اپنے اساتذہ کا احترام کریں۔ جتنے بھی اساتذہ ہیں مدرسے کے اندر سب قابل احترام ہیں۔ کوئی بھی استاد کسی بھی طالب علم کی کسی بھی غلطی پر ٹوکتا ہے اور اس کی سرزنش کرتا ہے تو اس کو بُرا محسوس نہ کریں۔ اپنے لیے سعادت سمجھیں کہ ہمیں کسی بڑے نے ٹوکا ہے، سرزنش کی ہے، ہماری اصلاح کی ہے۔ اللہ کا شکر ادا کریں کہ آج آپ کو کوئی بتانے والا ہے۔ کوئی سمجھانے والا ہے۔ کوئی برے کام سے، بری بات سے روکنے والا ہے۔ نہیں روکیں گے تو پھر کیا کرو گے؟ پھر برے کام ہی کرو گے۔ معاشرے کے اندر جتنے بھی برے اعمال میں لوگ مشغول ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کو اچھا ماحول نہیں ملا۔ ان کو کوئی برائی سے روکنے والا ہی نہیں ملا۔ ان کی اچھی تربیت نہیں ہوئی۔ آپ تو اللہ کا شکر ادا کریں کہ والدین آپ کے اچھے ہیں۔ انہوں نے آپ کو اس دینی ماحول کے اندر بھیج دیا۔ اس ماحول سے آپ جتنا نفع اٹھا سکتے ہیں اٹھا لیں۔ یہاں سے پڑھ کر جب آپ نکلیں گے تو آپ ہی دین کے مبلغ ہیں۔ آپ ہی دین کے داعی ہیں۔ آپ ہی دین کے نمائندے ہیں۔ اور کون ہیں کہاں سے آئیں گے؟ انہی مدارس سے ہی نکلے ہیں اور زندگی کے تمام شعبوں میں پھیل گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر عطا فرمائے۔ آپ کو سلامت رکھے۔ اور شیطان کے ہر شر سے اللہ آپ کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

اپنے خیالات کو پاک رکھیں۔ برے خیال آئیں تو اس وقت استغفار کیا کریں۔ **استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ**'' اس کی تسبیح پڑھ لیا کریں۔ دورد شریف پڑھ لیا کریں۔ اپنے ذہن کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر لیں۔ شیطان کے جو وسوسے ہیں، خیالات ہیں وہ دور ہو جائیں گے، دفعہ ہو جائیں گے۔ خیالات آدمی کے بس میں نہیں ہیں۔ نماز میں بھی برے خیال آ جاتے ہیں۔ سب کو آتے ہیں۔ لیکن اس پر فوراً اللہ کی طرف رجوع کریں کہ یا اللہ اس مصیبت سے ہمیں نجات دے۔ استغفار کیا کریں۔ دورد پاک پڑھا کریں۔ مسجد میں بیٹھے ہوئے باتیں نہ کیا کریں۔ شور وغل نہ کیا کریں۔ جیسے استاد آپ کا نظم بنائیں گے اس کے مطابق چھوٹے بچے جو ہیں آخری صفوں میں کھڑے ہوں یا کنارے پر۔ درمیان کی صفوں میں خاص طور پر چھوٹے بچے نہ آیا کریں۔ مسئلہ بھی ایسے ہی

ہے۔اس کا خیال کرنا چاہئے۔وضو بنائیں تو پانی کو ضائع نہ کریں۔جیسے میں نے بتایا کہ لوگوں کو پینے کے لیے نہیں مل رہا۔ہم تو یہاں موجیں کر رہے ہیں۔اس پانی کی بھی قدر کریں۔یہ اللہ نے نعمت دی ہے اس نعمت کی قدر کریں۔اس سے ہماری زندگی وابستہ ہے۔پانی تھوڑا استعمال کریں۔مسجد کی صفائی کا خیال کریں۔مسجد میں گند نہ ڈالیں۔اپنی کلاس میں بھی گند نہ ڈالیں،اس کو بھی صاف ستھرا رکھیں۔آپ کے جو اخلاق ہیں یہ آپ کی تربیت ہی سے ظاہر ہوں گے۔عام آدمی اگر دیکھے گا تو کہے گا کہ مدرسے کے بچے بہت اچھے ہیں۔کتنی صفائی انہوں نے رکھی ہوئی ہے۔کتنے سلیقے والے ہیں۔سلام کریں ایک دوسرے کو۔آتے جاتے السلام علیکم کہیں۔اس کو رواج دیں۔یہ سنت ہے اس کو زندہ کریں۔اس کی برکات اپنی ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"افشوا السلام" سلام کو پھیلاؤ۔جو سامنے آجائے واقف ہے ناواقف ہے اس کو سلام کریں۔اس سے ہماری طبیعتوں کے اندر بھی بہتری آئے گی اور ہمارے اعمال بھی ٹھیک ہوں گے۔اللہ کی رحمت بھی آئے گی۔بڑوں کا ادب کریں۔جو بڑے طالب علم ہیں چھوٹوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ کریں۔کسی کو بلانا بھی ہو تو برے لفظ سے نہ بلائیں۔اچھے لفظ سے بلائیں۔میں اگر کسی کے لیے برا لفظ بولوں،برے لفظ سے یاد کر کے اس کو بلاؤں تو طالب علم آتو جائے گا لیکن جاتے ہوئے مجھے دل میں برا کہے گا۔جو برا لفظ میں نے اس کو کہا وہی وہ مجھے کہتا ہوا جائے گا۔یہ پکی بات ہے۔کسی بڑے کو آپ برا کہہ دیں گے تو وہ جواب میں آپ کو منہ پر ہی برا کہہ دے گا۔چھوٹا بچہ تو مجبور ہے وہ تو آپ کے آگے بول نہیں سکتا۔

اساتذہ ماشاءاللہ دین پڑھے ہوئے ہیں۔ان کے اخلاق بہت ہی بلند ہونے چاہییں۔طلباء کے ساتھ بہت ہی شفقت والا معاملہ ہونا چاہیے۔سختی اور سرزنش جرم پر ہونی چاہئے۔غلطی پر ہونی چاہئے۔تعلیم پر نہیں۔آپ تعلیم حاصل کرنے کے لیے آئے اللہ تعالیٰ آپ کے اس وقت کو قیمتی بنائے۔(آمین)۔

اللہ تعالیٰ ہمارا یہ سال پچھلے سال سے بہتر بنادے۔اور ہمارے اعمال کے اندر برکت پیدا کردے۔اور اخلاص نیت کی نعمت عطا فرمادے۔سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ نَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نَتُوْبُ اِلَیْکَ"

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

نعت

ابھی جنابِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے موقع پر، اپنی اور آپ سب کی طرف سے بعد ہدیہ سلام، یہ چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ پیش کیے گئے۔(30اپریل2022)

نبی اکرم، رسول اعظم
شفیعِ امت، امامِ خاتم صلی اللہ علیہ وسلم
کہاں ہے جرأت، یہ مجھ میں اتنی
کہ تیری ذاتِ عظیم تر کے، دمکتے جوہروں سے، میں صفحۂ قرطاس کو سجاؤں
میں حقیر ذرہ، تو مہ واختر
میں بے ہنر ہوں، تُو علم وحکمت کا خود سمندر
میں بے بصر ہوں
بصیرتوں کے افق پہ تُو ہی، شعور وفکر ونظر کے سورج اُجالتا ہے
میں داغِ عصیاں
تُو ہر خطا ولغزش سے ماورا ہے
میں شرم وذلت، تُو شرف وعزت
میں خزاں رُتوں کا اجاڑ موسم، تُو خود حوالہ ہے، فصلِ گل کا
میں ریگزاروں کا اک بگولہ
تُو ابرِ رحمت کا سائباں ہے
اے میرے آقا، کریم آقا
نہ جاہ وحشمت، نہ سرفرازی
نہ اوجِ دارا وخسروی کی
مجھے طلب ہے، نہ آرزو ہے
اے مرے مولا! یہ اک تمنا ہے، آرزو ہے
کہ روزِ داور، تُو رب سے کہہ دے:
''نہ خطائیں اِس کی شمار کرنا
کہ دشتِ دنیا کی بے کسی میں
یہ میری رحمت کی آس لے کر
سراب راہوں میں کھو گیا تھا۔''

پروفیسر خالد شبیر احمد

لشکرِ احرار

اک جنوں کی داستاں ہے ، داستاں احرار کی
عزم و ہمت ، سرفروشی ، ولولہ ، ایثار کی

جابجا لکھی ہوئی تاریخ کے اوراق پر
خونچکاں سی اِک کہانی لشکر احرار کی

کارواں ہے غیرتوں کا ، یہ تہور کا نشاں
گونج ہے نعروں میں ان کے حیدر کرارؓ کی

یہ بہاؤ کے مخالف تیرتے ہیں مثلِ شیر
ان کو خواہش ہی نہیں ہے کشتی و تیوار کی

حملہ آور یہ رہے ہیں قصرِ باطل پہ سدا
ہیں انوکھی داستاں ، للکار کی ، یلغار کی

قسمیں کھاتا ہے زمانہ ہاں صمیم قلب سے
رزم گاہِ شوق میں احرار کے کردار کی

یہ سدا صدق و صفا کی راہ پہ چلتے رہے
قید و بند کے سلسلے ہوں یا سزا ہو زار کی

ان کی تقریروں سے پھیلی ظلمتوں میں روشنی
اک انوکھی ہی ادا یہ قوتِ اظہار کی

رعد ہے، برق تپاں باطل کو ان کا حرف حرف
دھوم ہے ہر سو ہی ان کے لہجۂ گفتار کی

ان کے آنگن میں نہ اتری زر کی کوئی کہکشاں
فقر و مستی ان کا شیوہ آن ہیں یہ پیار کی

یہ ہیں اپنوں کے لیے مہر و وفا کی انتہا
دیں کے دشمن کے لیے ہیں کاٹ اک تلوار کی

ان کا ہر اک کارکن سرشار عشقِ دین سے
یہ سپاہِ سربکف ہیں احمد مختارؐ کی

قادیاں کی سرزمیں پہ ان کی جرأت کے نشاں
ہمتوں کا حسن ہیں یہ آبرو للکار کی

سطوت افرنگ ان کے پاؤں کی ٹھوکر پہ رہا
سرنگوں ہیں در پہ ان کے شوکتیں کفار کی

یہ دلیلِ آگہی ہیں ، یہ شکوہِ عزم و شوق
یہ ہیں زینت ہر طرح سے دین کے اطوار کی

خالدؔ ان کے دم قدم سے ہے جنوں کو حوصلہ
یہ جماعت ہے روایت عشق کے اظہار کی

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SC
SINCE 1968
Manufacture of Quality Furniture, Government Contractors, Electronics & General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446 :فون نمبر
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان
Email:saleemco1@gmail,com

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

شیخ راحیل احمد مرحوم قسط نمبر 1

دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری؟

مرزا غلام اے قادیانی بھی بڑے علیحدہ قسم کے انسان تھے۔ مرگی اور مالیخولیا کے مریض تھے۔ جب ان کو مالیخولیا کا زوردار حملہ ہوتا تو وہ سمجھتے کہ ان پر وحی نازل ہورہی ہے اور جب مرگی کا دورہ پڑتا تو سوداوی بخارات اٹھنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے خیالات ان کا الہام کہلاتے۔ لیکن الہام کون سا ہے اور وحی کون سی، اس کا فیصلہ، جماعت کے بڑے بڑے بزرجمہر تو دور کی بات ہے، ان کی اولاد بھی جوان کے بعد اب تک ان کی گدی پر بیٹھی ہے، نہیں کرسکتی۔ اس لیے الہامات اور وحیوں کو ایک ہی تھیلے میں ڈال کر اس کو جماعت نے ''تذکرہ'' کا نام سے شائع کردیا ہے۔ اور اس میں جو کچھ درج ہے وہ مرزا صاحب کے بقول قرآن کے برابر ہے (نعوذ باللہ)۔ اسلام قبول کرنے کے بعد تفنن طبع کی خاطر اس کو کبھی کبھی دیکھ لیتا ہوں، لیکن جب قادیانی تھا تو جب کبھی جماعت کی قیادت کسی الہام کا پروپیگنڈہ کرتی تھی تو ایسے مواقع پر بھی شاذ و نادر ہی اس کتاب کو دیکھا تھا۔ اس ''تذکرہ'' میں مرزا صاحب کے ایک الہام وحی پر نظر پڑی کہ ''دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری''۔ دل میں اللہ نے ڈالا کہ چلو مرزا صاحب کی تصویر ہی دیکھیں اور خاکسار کو جو ۳ ڈی (3D) تصویر نظر آئی وہ آپ کو بھی دکھا رہا ہوں، یہ تصویر مرزا صاحب کی اولاد، ان کے حالیوں موالیوں اور جماعت کی شائع شدہ کتابوں سے اخذ کر کے پیش کی جارہی ہیں۔ یہ فقیر در مصطفیؐ اس بات کی گارنٹی نہیں دے سکتا کہ مرزا صاحب کی تصویر سو فیصدی مکمل پیش کر رہا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کی شخصیت اور کام اتنے پہلودار ہیں کہ سب کا ایک وقت میں احاطہ کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ میرے جیسے ایک عام انسان کے لیے ناممکن ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب خود ساختہ مجدد تھے، مامور تھے، مثیل مسیح تھے، مسیح موعود تھے، مسیح سے افضل تھے، نبی تھے، خاتم الخلفاء تھے، خاتم الانبیاء تھے اور امین الملک جے سنگھ بہادر تھے، مرلی دھر تھے (یہ کرشن اوتار کا لقب تھا، اور وہ کرشن اوتار ہونے کے بھی دعوے دار تھے) یہ تو ان کے اپنے بارے میں دعوے تھے، اور مخالفین کی نظر میں وہ کیا تھے۔ اگر اس کا نہ بھی ذکر کریں، صرف ان کے ساتھ لمبا عرصہ گزارنے اور ان کی تعلیم و تربیت سے گزرنے کے بعد علیحدہ ہونیوالوں کے خیالات بھی ایک لمبی فرد جرم سے کم نہیں، مثلاً خوشامدی، کاسہ لیس، موقع پرست، خائن، جھوٹے، بدزبان، زانی، تو معمولی تمغے ہیں جب ان کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو وہ اس سے کہیں آگے ہیں۔ اور اپنی تعریف میں اپنے کو کبھی انسانوں کی جائے عار، کرم خاکی ہونے کا اقرار، آدم زاد ہونے سے انکار کبھی نامرد بھی کہتے تھے۔ میں آپ کا تمہید میں زیادہ وقت نہیں لیتا، اب اصل موضوع پر آتا ہوں۔

پیدائش: مرزا صاحب کا خیال ہے کہ وہ تو اُم پیدا ہوئے۔ لکھتے ہیں کہ پہلے ان کی بہن جنت نکلی اور پھر اس کے پیروں کے ساتھ ان کا سر ملا ہوا یہ نکلے۔ یہ مولانا رفیق دلاوری مؤلف ''رئیس قادیان'' کا خیال ہے کہ تو اُم پیدائش کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ مرزا صاحب نے یہ بات خود گھڑی میرے خیال میں رئیس قادیان کے مصنف حق پر ہیں، مرزا

صاحب جب اپنے خاتم الخلفاء ہونے کے ثبوت ڈھونڈ رہے تھے، اس وقت ان کی نظر حضرت محی الدین ابن عربیؒ کی ایک پیش گوئی پر پڑی کہ وہ بچہ چین میں پیدا ہوگا، اور توأم ہوگا، مرزا صاحب نے اس روایت کی باقی تمام باتوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنے کو مغل ہونے کی وجہ سے چینی النسل قرار دے کر اپنے کو اس پیش گوئی کا مصداق قرار دے لیا، اس وقت پہلی بار مرزا صاحب کی تحریروں میں اپنے توأم پیدا ہونے کا ذکر ہوا اس سے قبل ۵۵ سال کی عمر تک نہ تو ان کے خاندان نے اور نہ ہی مرزا صاحب نے خود اپنے توأم ہونے کا ذکر کیا۔ پھر مرزا صاحب نے دعویٰ کیا کہ ان کے پاس دائی کی تحریری شہادت موجود ہے لیکن وہ شہادت نہ اس وقت اور نہ ہی اس کے بعد کبھی سامنے لائی گئی۔ مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ وہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے، لیکن ان کے بیٹے کے دلائل سنیں تو لگتا ہے کہ مرزا صاحب ۱۸۳۱ء سے لے کر ۱۸۴۰ء تک پیدا ہی ہوتے رہے ہیں۔ اب اللہ جانے کہ مرزا صاحب کو صحیح پتہ ہے کہ وہ کب پیدا ہوئے، یا ان کے بیٹے کو صحیح پتہ ہے کہ اس کا باپ کب پیدا ہوا؟

بچپن...... مرزا صاحب بچپن میں سیندھی کہلاتے تھے اور ہندو سوندی کہتے تھے بعد میں پتہ نہیں کب مرزا غلام احمد بنے یا کس نے ان کا یہ نام رکھا۔ بچپن ان کا زیادہ تر ننھیال میں گزرا، جہاں چڑیوں کو پکڑ کر سرکنڈے سے ذبح کر دیا کرتے تھے۔ اور بڑے ہو کر لوگوں کا ایمان ذبح کرتے رہے اور جب قادیان میں ہوتے تھے تو قادیان کی ڈھاب میں جہاں سارے قصبے اور بارش کا گندہ پانی اکٹھا ہوتا تھا نہایا کرتے تھے۔ اور ایک مرتبہ وہاں ڈوبتے ڈوبتے بچے، جس نے ان کو بچایا اس نے لاکھوں انسانوں پر ظلم کیا کہ ان کے دعوؤں کی وجہ سے لاکھوں انسان صراط مستقیم سے بھٹک گئے اور مجھے یقین ہے کہ اگر اس کو اس وقت یہ علم ہوتا تو وہ مرزا صاحب کو ڈوبنے سے نہ بچاتا!

خاندان...... مرزا صاحب اپنی ایک نظم میں لکھتے ہیں کہ ان کی نسلیں ہیں بے شمار، اگر آپ کے سامنے یہ بات کوئی اپنے بارے میں کہے تو آپ اس کو کیا کہیں گے؟ اپنی سوانح میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ان کے بزرگ سمرقند سے ہندوستان میں آئے تھے اور وہ مغل برلاس ہیں۔ پھر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ان کو اللہ نے الہاماً بتایا کہ ان کی قوم مغل ہے نہ فارسی، اس لیے وہ فارسی النسل ہیں لیکن اللہ ان کو یہ بتانا بھول گیا کہ وہ مغلوں کی اولاد ہوتے ہوئے بھی مغل سے فارسی النسل کیسے بنے؟ پھر اس کے بعد فاطمی ہونے کا دعویٰ بھی ہے، اور ساتھ ہی ان کو اسرائیلی پیوند بھی لگا ہوا ہے، یہ نصف فاطمی اور نصف اسرائیلی پیوند کیسے اور کب لگے، اس کے بارے میں بات اسی طرح مشکوک ہے جیسے کہ فارسی النسل کیسے بنے۔ اور اگر یہ دونوں نصف نصف ہیں تو باقی پیوندوں نے اپنی جگہ کیسے بنائی؟ پھر چینی النسل ہونے کا بھی دعویٰ ہے، اور وہاں سیدوں کے داماد ہونے کی وجہ سے سید بھی ہیں۔ اب مرزا صاحب نے اتنے آپشن آپ کو اپنے خاندان کے دے دیئے ہیں، جو آپ کا دل آئے سمجھ لیں، یا پھر تحقیق کرتے رہیں کہ کس خاندان سے ہے تعلق مرزا قادیانی کا؟ صحیح جواب پانے والے کو انعام۔

شکل وصورت...... اصل میں شکل وصورت ناک ونقشہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے جس کو چاہے جیسا بنا دے، لیکن

مرزا صاحب کی اپنی الہامی دعوت ہے کہ ''دیکھ کیا کہتی ہے تصویر تمہاری'' اس لیے ہم بلاتبصرہ جو نظر آرہا ہے بیان کردیتے ہیں۔تصویر دیکھیں تو حلیہ اور سٹائل سے سکھ نظر آتے ہیں۔ناک نسبتاً موٹی اور موٹے ہونٹ، پچکے گال جو داڑھی کی وجہ سے اتنے نمایاں نظر نہیں آتے، ڈیڑھ آنکھ، چوڑا ماتھا، پتلی گردن، داڑھی نے ان کے اصل حلیہ پر پردہ ڈال دیا، لیکن پھر بھی بہت کچھ کہتی ہے تصویر تمہاری مرزا صاحب۔

لباس...... پہلے جب تک باپ، بھائی زندہ رہے پبلک میں کسی حد تک طریقے سے لباس پہنتے رہے ان دونوں کے مرنے کے بعد مرزا صاحب نے صحیح طور پر مذہبی دکانداری شروع کی تو اس کے بعد دن بدن اپنا حلیہ مضحکہ خیز بناتے گئے گرمیوں میں بھی واسکٹ اور کوٹ پہنتے قمیض کے بٹن کوٹ میں، کوٹ کے واسکٹ میں، اور واسکٹ کے قمیض میں اور بعض دفعہ اوپر کا بٹن نیچے لگا ہوتا اور کوٹ یا واسکٹ کے کاج میں ایک بڑے سے رومال کا کونہ باندھا ہوتا اس رومال کے ایک کونے میں کچھ پیسے بندھے ہوتے اور دوسرے کونے میں ایک جیبی گھڑی بندھی ہوتی جو اکثر چابی نہ دینے کی وجہ سے بند رہتی اور اگر مرزا صاحب خود ٹائم دیکھتے تو ہندسوں پر انگلی رکھ رکھ کر ایک ایک ہندسہ گن کر ٹائم کا پتہ چلاتے پہلے غرارہ بھی پہنا کرتے تھے، لیکن پھر دوسری بیگم کے زور دینے پر شلوار پہننے لگے، ریشمی نالہ ہوتا تھا جس کے پھندے کے ساتھ چابیوں کا گچھا باندھا ہوتا تھا جو چلتے وقت چھنن چھنن کی آواز پیدا کرتا (ہوگا) بائیں اور دائیں پاؤں کی تمیز نہیں کرسکتے تھے حتیٰ کہ بیگم دائیں بائیں کی تمیز کے لیے جوتوں پر نشان بھی لگا دیتی تھی لیکن پھر بھی (جان بوجھ) کر دائیں بائیں پاؤں کی تمیز نہیں کرسکتے تھے اوپر سے اگر انگریزی جوتی ہوتی تو غلط پہن کر کہتے کہ انگریزوں کی کوئی چیز بھی ٹھیک نہیں لیکن اس کے باوجود ان کی کاسہ لیسی کرتے رہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو ان کی غلامی کی ترغیب دیتے رہے، انگریزی بوٹوں کی ایڑی بٹھا لیتے اور پھر جب ان کے ساتھ چلتے تو ٹھپ ٹھپ کی آواز پیدا ہوتی اور اس طرح اور اس حلیے میں قادیان کے بانکے کی بانکی ٹور دنیا دیکھتی۔

طریقہ واردات...... مذہبی دکانداری کے لیے بظاہر سادگی کافی ہوتی ہے لیکن مرزا صاحب بڑے پیمانے پر یہ کام کرنا چاہتے تھے اس لیے انہوں نے مسمریزم میں مہارت حاصل کی اور مسمریزم کا اصول یہ ہے کہ جس کو آپ معمول بنانا چاہتے ہیں تو اس میں آپ کے عمل کے لیے مزاحمت نہ پیدا ہو اور جب کوئی نیا آدمی آتا تو یہ دیکھتے ہی کہ جو آدمی بٹن صحیح نہیں بند کرسکتا کپڑوں پر تیل لگا ہوا ہے اور بائیں پاؤں کا جوتا دائیں پاؤں میں اور دائیں کا بائیں پاؤں میں تو یقیناً سوچتا کہ اس سے کسی کو کیا خطرہ ہونا ہے اور مرزا صاحب بھی شروع میں ایسی باتیں کرتے کہ وہ جی یا ہاں میں ہی جواب ہو اور اس طرح جب وہ لاپروا ہو جاتا اور مرزا صاحب کو بے ضرر سمجھتا تو مرزا صاحب کسی مناسب موقع پر اس کو اپنا معمول بنا کر مرید بنا لیتے، جس سے وہ ساری زندگی لاشعوری طور پر مرزا صاحب کی ہر جائز ناجائز بات پر آمین کرتا رہتا اور جو لوگ ظاہری حلیے کے دھوکہ میں نہیں آتے اور محتاط رہتے اکثر مرزا صاحب کے ہاتھوں سے بچ کر نکل آتے۔

حیاء......''سیرت المہدی مصنفہ مرزا بشیر احمد، پسر مرزا جی'' اور ''تذکرۃ المہدی مصنفہ پیر سراج الحق نعمانی''

اور ’’ذکر حبیب، مصنفہ مفتی صادق‘‘ سے ایسے واقعات کا پتا چلتا ہے کہ ان کے گھر میں ملازمائیں یا رہنے والی مختلف عورتیں ان کے سامنے ان کی موجودگی میں کپڑے اتارے اور نہانے بیٹھ گئیں یا نہا کر ننگی ہی سامنے سے گزر کر کپڑے اٹھانے گئیں اور مرزا صاحب وہیں بیٹھے رہے اور کسی کو نہ ٹوکا نہ روکا، اور نہ ہی ہمیں کوئی ایسی روایت ملتی ہے کہ مرزا صاحب نے یا ان کے اہل خانہ نے اس کی مذمت کی ہو یا ان ملازماؤں کو فارغ کر دیا ہو۔ کیا ایک عام حیادار آدمی بھی ایسا کر سکتا ہے؟ کہا گیا کہ وہ دیوانی تھی، لیکن مرزا صاحب تو فرزانے تھے یہ کیوں نہ اٹھ گئے؟ اگر ملازم کو پتا ہو کہ اس کا مالک حیاء دار ہے تو وہ اس کی موجودگی میں تو بہت دور کی بات ہے، غیر موجودگی میں بھی ایسی حرکت کی جرأت نہیں کرتا، اگر کہیں کہ گھر میں اور بھی عورتیں تھیں، تو کیا عورت سے حیاء کا پردہ نہیں ہوتا؟ اور پھر عورت بڑی بے تکلفی سے کہہ رہی ہے کہ ’’اونہوں کچھ دیدا ای نہیں، اس کا مطلب ہے کہ پہلے بھی تجربے ہوتے رہے یہ اتفاق سے کسی ایسی عورت یا عورتوں کی نظر میں بات آ گئی تو باہر بھی نکل آئی ایک سوال یہاں یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ ایسے واقعات ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ہوئے، کم از کم دو تین کتابوں میں یہ روایتیں ایسی ملتی ہیں ممکن ہے کہ ان کی بیگم کے ایما اور رضامندی سے ان ’’دیوانی عورتوں‘‘ نے یہ حرکات کی ہوں، مرزا صاحب کے جذبات کو ’’تحریک جدید‘‘ دینے کے لیے؟ کیونکہ مرزا صاحب نے کئی جگہ اپنے نامرد ہونے، اور قوت باہ کی دوائیاں متواتر استعمال کرنے کا اعتراف کیا ہے کیا مجدد، نبی اور رسول کے دعویدار کا کردار ایسا ہی ہوتا ہے؟

صفائی......بچپن میں قادیان کی ڈھاب میں جہاں سارے گاؤں کا بارش کا پانی اکٹھا ہوتا تیرتے رہتے، حتیٰ کہ بقول مرزا صاحب کے ایک بار ڈوبنے لگے تھے کہ کسی راہگیر نے ان کو بچایا، کاش اس وقت ڈوب جاتے تو بعد میں لاکھوں کا ایمان نہ ڈوبتا۔ مرزا صاحب ایک طرف تو اپنے گھر کی صفائی کا اتنا خیال کرتے کہ طاعون کے دنوں میں نالیوں میں خود فینائل ڈالتے، اور ان کو یہ بھی پتہ ہوتا تھا کہ بھنگن نے گند کہاں سے اٹھایا ہے اور کہاں سے نہیں، اس قسم کا واقعہ سیرت المہدی میں درج ہے، لیکن دوسری طرف رات سوتے وقت دن والے کپڑے، پگڑی وغیرہ اتار کر تکیے کے نیچے رکھ کر سوتے تو آپ خود اندازہ کر لیں کہ صبح کے وقت کس طرح کچلے ہوئے اور سلوٹوں والے کپڑے ہوتے ہوں گے، اور اس پر طرہ تماشہ یہ کہ جب سر کو تیل لگاتے تو داڑھی کو بھی تیل میں تر کرتے اور اس کے بعد سامنے سینے پر کوٹ، واسکٹ، قمیض، غرض جو بھی پہنا ہوتا اس پر ہاتھ الٹے سیدھے مَل کر کے تیل صاف کر لیتے۔

خوش اخلاقی......مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے کبھی جواب میں بھی کسی کو گالی نہیں دی۔ لیکن دنیا مرزا صاحب کی اس بات پر پتہ نہیں کیوں یقین نہیں کرتی؟ میں دو تین مرزا صاحب کی تحریروں کے نمونے پیش کر دیتا ہوں، فیصلہ قارئین کرام کر لیں کہ یہ گالیاں ہیں یا نہیں؟ (۱) سعد اللہ لدھیانوی بے وقوفوں کا نطفہ اور کنجری کا بیٹا ہے‘‘۔ (۲) ’’ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوے پر ایمان لاتا ہے مگر زنا کار کنجریوں کی اولاد، جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے‘‘۔ (۳) ’’مجھے ایک کذاب کی طرف سے پہنچی ہے وہ کتاب

بچھوی کی طرح نیش زن ہے، اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی''۔ (۴) ''تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے اے حرامی لڑکے''۔ اس کے علاوہ جو صحابہؓ اور انبیاء کے بارے میں خامہ فرسائیاں کی ہیں وہ لکھتے ہوئے قلم بھی کانپتا ہے۔

دوسرے مذاہب پر چیرہ دستیاں......مرزا صاحب کی چیرہ دستیوں سے کوئی نہیں بچا، حتیٰ کہ ان کے اپنے بیوی بچے بھی نہیں اور دوسرے مذاہب کے بارے میں ایک نبی کی تحریر دیکھیں اور دعویٰ یہ ہے کہ میں خدا کی مرضی کے بغیر نہیں لکھتا، ایک دو نمونے حاضر خدمت ہیں، احمدیو ایمان سے بتانا کہ کیا خدا کی مرضی کا کلام ہے یہ؟ (۱) ''آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہے، سمجھنے والے سمجھ لیں''۔ (۲) ''چپکے چپکے حرام کروانا، آریوں کا اصول بھاری ہے''۔ (۳) ''عیسائیت ایک بدبودار مذہب ہے''۔ (۴) ''یسوع (حضرت عیسیٰؑ) کی تین دادیاں اور نانیاں کنجریاں اور زنا کار تھیں''۔ اس کے علاوہ شاید ہی کوئی نبی اللہ بچا ہو جس کی مرزا صاحب نے توہین نہ کی ہو۔

سلطان القلم..........مرزا صاحب کہتے ہیں کہ خدا نے ان کو الہاماً سلطان القلم کا خطاب دیا ہے۔ اب ایک آدھ مثال ذرا یہ بھی ہو جائے۔ (۱) ''جھوٹے آدمی کی یہی نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر کہے کہ ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں''۔ (۲) بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط، یار کی اس کو آہ وزاری ہے''۔ کیا سلطان القلم ایسے گھٹیا فقرہ باز ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار مثالیں ہیں اور اگر تحریر دیکھیں تو ہر صفحہ پر دس غلطیاں مل جائیں گی۔ لیکن اس آرٹیکل کا مقصد صرف مختصر طور پر ''دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری'' ہے۔

انسانیت..........کئی واقعات ہیں لیکن بطور نمونہ ایک واقعہ بیان کرتا ہوں مرزا صاحب کو گرم پانی سے استنجا کرنے کی عادت تھی، اور بیت الخلا میں جانے سے پہلے آواز دیا کرتے تھے کہ پانی رکھ دو، اور ایسا دن میں کئی کئی بار ہوتا تھا کہ مرزا صاحب بول و براز کے امراض خبیثہ میں گرفتار تھے، ایک بار کام کی زیادتی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ملازم بچی نسبتاً تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ گئی۔ مرزا صاحب باہر نکلے، اس ملازمہ کو بلایا اور بجائے اس کے کہ اس کو اخلاق سے پیار سے یا نرمی سے توجہ دلاتے، اس کو بلایا اور کہا کہ ہاتھ آگے کرو۔ اس نے ہاتھ آگے کیا تو گرم پانی کا وہ سارا لوٹا اس کے ہاتھ پر انڈیل دیا۔ کیا یہی کردار ہونا چاہیے رحمت اللعالمینؐ کے ظل کا؟ کیا مرزا صاحب ایسی انسانیت کے ساتھ واقعی محمدؐ ثانی ہو سکتے ہیں؟ (نعوذ باللہ)

بیماریاں..........مرزا صاحب کی بے شمار نسلوں کی طرح، بیماریاں بھی بے شمار تھیں۔ مستقل بیماریوں میں مرگی، مراق، ہسٹیریا، مالیخولیا، دوران سر، شوگر، پیشاب، اسہال، رنگن، خارش، نامردی تو ہر وقت اور ہر جگہ شامل حال تھیں، اور پھر کشتہ جات کے کھانے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے امراض، غرضیکہ مرزا صاحب کے بقول اکثر امراض خبیثہ نے ان کے جسم میں پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ اور آخر میں وبائی ہیضہ یا طاعون سے چند گھنٹوں میں راہی ملک عدم ہوئے۔ (جاری ہے)

اخبارُالاحرار

احرار رہنماؤں کی مدینہ منورہ میں ممتاز شخصیات سے ملاقاتیں

(خصوصی رپورٹ، 6 مئی 2022ء) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد مغیرہ، مرکزی سیکرٹری اطلاعات ڈاکٹر عمر فاروق احرار اور ناظم پنجاب مولانا تنویر الحسن نے جوان دنوں حرمین شریفین کے سفر پر ہیں، متعدد علماء کرام اور سکالرز سے ملاقاتیں کی ہیں۔ سعودی عرب سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق احرار رہنماؤں نے آج صبح انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ ورلڈ کے ناظم اعلی ڈاکٹر احمد علی سراج سے مسجد نبوی میں ملاقات کی اور ان کی عیادت بھی کی۔ ڈاکٹر احمد علی سراج نے بتایا کہ ان کی طبیعت بحال ہو رہی ہے۔ انہوں نے احرار کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالی ہمارے روحانی والد اور مرشد ہیں، جن کی ولولہ انگیز قیادت میں احرار نے ملک وقوم کے لیے عظیم خدمات سرانجام دیں۔ احرار اپنی قدامت کے لحاظ سے تمام دینی جماعتوں کے لیے مشفق ماں کا درجہ رکھتی ہے۔ فرزندان امیر شریعت نے ختم نبوت کے محاذ پر قربانی وایثار کی بے نظیر مثالیں رقم کیں۔ امید ہے کہ سرخ پوشوں کا یہ قافلہ سید محمد کفیل بخاری مدظلہ کی جری قیادت میں اپنی شاندار روایات کو قائم رکھے گا۔

بعد ازاں احرار رہنماؤں نے ممتاز سکالر ڈاکٹر محمد الیاس فیصل سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیالات کیا۔ ڈاکٹر الیاس فیصل نے کہا کہ احرار کا ماضی عظیم الشان اور حال تابناک ہے۔ قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمہ اللہ تعالی خودداری اور جرات ودلاوری کی اپنی مثال آپ تھے۔ انہوں نے احرار کی قیادت کمال تدبر وحکمت سے فرمائی۔ مدرس حرم حضرت قاری محمد عبداللہ ملتانی نے احرار رہنماؤں کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت پیر جی کے ساتھ مدینہ میں گزرے ہوئے ماہ وسال کا تذکرہ کیا اور ان کی درویشی وفقر کے واقعات دہرائے۔ مسجد نبوی میں حضرت مفتی محمد حسن مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور نے احرار رہنماؤں سے اپنی گفتگو میں مجلس احرار کے تاریخی کردار کو سراہا اور جماعت کی ترقی کے لیے خصوصی دعا بھی فرمائی۔

لاہور (06-05-2022) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ مدینہ منورہ میں سیاسی انتہاء پسندوں نے جس بے ادبی کا مظاہرہ کیا تھا اللہ ان کو ہدایت دے یا ان کو ان کے انجام تک پہنچا دے مدینہ منورہ جائے ادب ہے یہاں تو صحابہ کرامؓ بھی دم نہیں مارتے تھے اور مفسرین وبزرگان دین روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب قرآن پاک یا کسی کتاب کا ورق بھی آہستگی سے پلٹتے تھے تاکہ بے ادبی نہ ہو کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضور خاتم النبیین محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آواز کو پست رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ وہ گزشتہ روز مسجد نور ہائی سٹریٹ ساہیوال میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ وفاقی شرعی عدالت نے سود کو ختم کرنے کے حوالے سے جو تاریخی فیصلہ دیا ہے اس پر عمل درآمد کے

لیے ماحول کو ساز گار بنانے کی ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ 19 سال قبل نواز شریف کی حکومت میں ایسا ہی فیصلہ آیا تھا جس پر نواز حکومت سپریم کورٹ اپیل میں چلی گئی تھی اور تب سے اب تک یہ مسئلہ التواء میں پڑا رہا۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت امارت اسلامی افغانستان کو فوری طور پر تسلیم کرے اور ان کی اقتصادی اور اخلاقی امداد جاری رکھی جائے۔ انہوں نے کہا کہ آذر بئجان کے سفارتخانے میں بلال نامی قادیانی کو سفیر لگایا گیا جواب بھی موجود ہے اور ان کے سفارتخانے کو قادیانی تبلیغ کا اڈا بنا رکھا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ دنیا بھر کے پاکستانی سفارتخانوں کی تطہیر کی جائے اور قادیانی عناصر کو جڑ سے ختم کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم سیاسی اور سکولر انتہاء پسندی اور دہشتگردی کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کا عادلانہ نظام ہی قیام ملک کے مقاصد کو پورا کر سکتا ہے۔ قبل ازیں انہوں نے ساہیوال کے سینئر صحافی عبدالرشید اکمل کی رہائش گاہ پر ان کی اہلیہ محترمہ کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی۔ مبلغ ختم نبوت مولانا محمد وقاص حیدر نے فرحان ہسپتال ساندھا روڈ لاہور کی جامع مسجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ماہ رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں مدینہ منورہ کی توہین کی گئی جس سے پاکستانی مسلمانوں کے دل انتہائی رنجیدہ ہیں قانون نافذ کرنے والے ادارے اس میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ان کے پیچھے چھپی سازشوں کو بے نقاب کر کے ملزمان کو سخت سے سخت سزا دیں تا کہ آئندہ کوئی بھی اس طرح کی حرکت نہ کرے۔

لاہور (08-05-2022) جمعیت علماء اسلام کے سابق رہنماء ڈاکٹر محمد اعظم کی والدہ ماجدہ اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی خالہ گزشتہ روز انتقال کر گئی مرحومہ کی نماز جنازہ چک نمبر 12/42 ایل چیچہ وطنی کی جامع مسجد میں قائد احرار سید محمد کفیل بخاری نے پڑھائی جس میں زندگی کے مختلف شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد و شخصیات نے شرکت کی۔

لاہور (13-05-2022) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے وزیر اعلیٰ پنجاب حمزہ شہباز کی طرف سے 26 اپریل 2022 کو پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب کی جانب سے نویں کلاس میں شامل کیے گئے اسلامیات و سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابواب کو نصاب سے خارج کرنے کے لیے مراسلے کا سخت نوٹس لینے اور اس معاملے کی تحقیقات کا حکم دینے کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ مختلف سرکاری محکموں میں گھسے ہوئے لادین عناصر اس طرح کے مسائل پیدا کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ جس دور میں بھی ہوا ہے اس کا واپس لیا جانا قابل تحسین ہے اور نسل نو کو دینی تعلیمات اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ سلم سے منور کرنا امت کی ضرورت بھی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ سیاسی انتہاء پسندی کے نتیجہ میں موجودہ کشیدگی اور افراتفری سے بعض عناصر فائدہ اٹھاتے ہوئے کاروائی کر جاتے ہیں اس لیے موجودہ صورتحال میں سنجیدہ مذہبی طبقات کو چکنا رہنا ہوگا۔ علاوہ ازیں مبلغین احرار و ختم نبوت نے مختلف مقامات پر اپنے اپنے خطبات جمعۃ المبارک میں مطالبہ کیا ہے کہ حکومت قادیانی ریشہ دوانیوں کا مکمل سد باب کرے اور امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر و مکمل عمل درآمد کروائے۔

انہوں نے کہا کہ شیخوپورہ میں زین علی کی شہادت قادیانی جارحیت اور دہشتگردی کا کھلا ثبوت ہے اگر قادیانیوں کو نکیل نہ ڈالی گئی اور قتل کے ملزموں کو سزا نہ دی گئی تو ہولناک کشیدگی جنم لے گی جس کی تمام تر ذمہ داری قادیانیوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں پر ہوگی۔

لاہور (14-05-2022) قانون نافذ کرنے والے ادارے قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنائیں۔ملکی آئین کی پاسداری نہ کرنا غداری کے ضمن میں آتا ہے اور قادیانی یہ غداری تقریباً نصف صدی سے کر رہے ہیں اور اداروں کی پراگریس رپورٹ ان غداروں (قادیانیوں) کے خلاف صفر ہے۔افواج پاکستان کی قربانیوں کی وجہ سے ہی پاکستانی عوام ہر رات سکون کی نیند سوتی ہے۔قربانی دینے والے سولجرز کے خلاف زبان درازی سمجھ سے بالاتر ہے۔ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل میاں محمد اویس، ملک محمد یوسف، قاری محمد یوسف احرار اور لاہور کے سیکرٹری جنرل قاری محمد قاسم بلوچ نے مرکزی دفتر احرار نیو مسلم ٹاؤن لاہور سے جاری اپنے مشترکہ بیان میں کیا۔اس موقع پر میاں محمد اویس نے کہا کہ شیخوپورہ میں زین علی کی شہادت کے پیچھے چھپے قادیانی عناصر کو بے نقاب کیا جائے اور زین علی کے قاتلوں اور ذمہ داروں کو گرفتار کر کے فوری طور پر سخت سے سخت سزا دی جائے اگر زین علی کے قاتلوں کو سزا نہ دی گئی تو ملک میں انارکی پھیل سکتی ہے مقتدر ادارے اس معاملے کو فوری حل کریں تا کہ ملک میں امن وسلامتی کے قیام کو یقینی بنایا جا سکے۔قاری محمد قاسم بلوچ نے کہا کہ موجودہ سیاسی انتہاء پسندی اور کشیدگی میں افواج پاکستان کے خلاف بیان بازی کرنے سے پاکستانی وقار کو ٹھیس پہنچی ہے۔انہوں نے کہا کہ سابق وزیراعظم کا یہ کہنا کہ موجودہ حکومت لانے سے بہتر تھا کہ پاکستان پر ایٹم بم پھینک دیا جاتا بالکل ہی نامناسب ہے۔اپنے اپنے اقتدار کی ہوس میں پاکستان کی سلامتی کو ہی بھول جانا پاگل پن ہے۔ سابق وزیراعظم اپنے الفاظ پر غور کرتے ہوئے قوم سے معافی مانگیں۔

لاہور (15-05-2022) مجلس احرار اسلام کے ناظم دعوت وارشاد ڈاکٹر محمد آصف نے ساہیوال میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت کے حوالے سے دعوتی کورس کے شرکاء سے خطاب کیا اور غیر مسلموں کو دعوت دینے پر زور دیا۔ بعدازاں انہوں نے مجلس احرار اسلام ساہیوال کے ضلعی ناظم حافظ محمد اسامہ عزیر کی طرف سے دیئے گئے ظہرانہ میں شرکت کی۔عبداللطیف خالد چیمہ نے اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے احرار کی تمام شاخوں کو ہدایت کی کہ وہ لادین عناصر اور قادیانی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھیں اور قانون کو ہاتھ میں نہ لیتے ہوئے اپنی جدوجہد کو مثبت انداز میں جاری وساری رکھیں۔انہوں نے کہا کہ سابقہ حکومتوں کی طرح موجودہ حکومت بھی قادیانیوں کو گرفت میں لانے کے لیے کوئی کاروائی نہیں کر رہی جو باعث تشویش ہے قادیانی نواز حکمران ہوں یا سیاست دان ان سب کا محاسبہ ہم کرتے رہیں گے۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ ربوہ میں ریاست در ریاست کا ماحول ختم کروایا جائے۔انہوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ چناب نگر ربوہ کے پانچ سرکاری تعلیمی ادارے ڈی نیشنلائز ڈ کر کے قادیانیوں کو نہ دیے جائیں اگر ایسا ہوتا ہے تو اس سے امن قائم نہیں رہے گا۔

مجلس احرار اسلام ضلع بہاولپور کے انتخابات رپورٹ: فرحان حقانی

جامع مسجد مدنی (بہاولپور) کے امام وخطیب جناب مولانا محمد عمر فاروق صاحب کی دعوت پر نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاء المنان بخاری، مجلس احرار ضلع ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل اور ملتان کے ناظم دعوت وتبلیغ مفتی نجم الحق 18 مئی 2022ء بروز بدھ بہاولپور گئے۔ مرکز احرار مدنی مسجد بیرون شکار پوری درواز میں نماز عشاء کے بعد مولانا محمد اکمل نے تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے ریاست بہاولپور کے جسٹس محمد اکبر خان صاحب کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور سامعین کو اس مقدس مشن میں شمولیت کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کے حوالے سے قائم جدوجہد برصغیر پاک وہند کے جید علماء کرام بالخصوص حضرت علامہ محمد انور شاہ کاشمیری رحمتہ اللہ علیہ کی پرخلوص محنت کا ہی نتیجہ وثمرہ ہے۔ کہ آج وطن عزیز پاکستان کی پنجاب اسمبلی میں بھی متفقہ طور پر یہ بل پاس ہو چکا ہے جس کے ذریعے آئندہ نکاح فارم میں عقیدہ ختم نبوت کا حلف نامہ لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔ مولانا سید عطاء المنان بخاری نے عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر حالات حاضرہ کے تقاضوں کے مطابق مفصل خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی دہشتگردی اور قتل وغارت گری وطن عزیز کے امن کو برباد کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیخوپورہ میں اسلام وامن دشمن قادیانیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے نوجوان کا خون حکومت وقت کے کندھے پر بوجھ بنا رہے گا جب تک کہ شہید کے قاتلوں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچاتے۔ بعد ازاں حضرت شاہ جی نے مقامی احرار کارکنان کی مشاورت سے مولانا عبدالعظیم کو سرپرست، حاجی امین کھرل کو امیر، مولنا عبدالمتین کو ناظم اور مولانا عمر فاروق کو ناظم نشر واشاعت منتخب کیا۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو اپنی ذمہ داری بحسن وخوبی انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! اجلاس سے فارغ ہوکر احرار رہنماؤں نے جناب جسٹس محمد اکبر خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرقد پر ایصال ثواب کے لیے حاضری دی۔

مجلس احرار اسلام تحصیل میلسی کے انتخابات رپورٹ: مولانا محمد طیب رشید

جامع مسجد ککری کلاں (میراں پور میلسی) میں احرار بزرگ رہنما جناب حافظ محمد اکرم احرار اور میاں حاجی ریاض احمد کی دعوت پر مولانا سید عطاء المنان بخاری اور احرار ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل 19 مئی 2022ء بروز جمعرات موضع ککری کلاں تحصیل میلسی تشریف لائے۔ بعد نماز مغرب مولانا محمد اکمل نے تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے اکابرین احرار کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور سامعین کو تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے مقدس مشن میں جدوجہد کرنے کے لیے مجلس احرار اسلام میں شمولیت کی دعوت دی۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنماء نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاء المنان بخاری نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی اہمیت وفضیلت اور جانثاران ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی اساس ہے اور اس اساس کا تحفظ پورے دین کا تحفظ ہے اور اگر اساس کو ہی کھوکھلا کر دیا جائے تو پوری عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے بالکل اسی طرح اگر عقیدہ ختم نبوت میں کسی قسم کی لچک آ جائے تو دین کی عمارت زمین بوس ہو جائے گی۔ بعد ازاں مقامی احرار کارکنان کی مشاورت سے مولانا عبدالشکور کو مجلس احرار اسلام تحصیل میلسی کا سرپرست، حافظ محمد اکرم احرار کو امیر، حافظ عبدالسلام کو نائب امیر، میاں

حاجی ریاض احمد کو ناظم، حافظ یعقوب احمد کو نائب ناظم اور مولانا محمد رضوان جلوی کو ناظم نشر و اشاعت منتخب کیا۔ بعد از انتخابات واپسی پر میلسی شہر میں مولانا عبدالشکور اور مولانا محمد عثمان سے ملاقات کی اور جماعتی کام کو تحصیل میلسی میں مزید مستحکم کرنے پر اہم مشاورت کی اور بعد نماز عشاء ملتان کی طرف روانہ ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس (چکڑالہ ضلع میانوالی) رپورٹ: ڈاکٹر عمر فاروق احرار

ضلع میانوالی کا معروف علاقہ چکڑالہ اپنی مردم خیزی کی وجہ سے نمایاں شہرت کا حامل ہے۔ جہاں سلسلہ اویسیہ کے معروف بزرگ و مصنف مولانا اللہ یار خانؒ، قادیان میں مجلس احرار اسلام کے پہلے مبلّغ مولانا عنایت اللہ چشتیؒ، مولانا قمرالدینؒ، کپتان غلام محمد احراریہاں کے باسی تھے، وہیں گمراہ فرقہ اہل قرآن کے بانی غلام نبی المعروف عبداللہ چکڑالوی کا تعلق بھی اسی علاقہ سے تھا۔ تحفظ ختم نبوت کے لیے یہ علاقہ اپنی مثال آپ رہے۔ نزدیکی علاقہ پچنند میں جب فتنۂ قادیانیت کے تعاقب کے لیے 1969ء میں ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ نے پہلی ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا اعلان فرمایا تو یہاں کے غیور اور دینی حمیت سے معمور لوگ مسلح ہو کر وہاں پہنچے۔ اب کئی ماہ سے یہاں 22؍مئی 2022ء کی احرار ختم نبوت کانفرنس کے لیے تیاریاں جاری تھیں۔ اب جب وہ گھڑی آ پہنچی تو حسب اعلان مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد سفید چکڑالہ میں حضرت مولانا سید محمد کفیل بخاری مدظلہٗ امیر مجلس احرار اسلام پاکستان کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس علاقہ میں یہ پہلی تاریخی ختم نبوت کانفرنس تھی۔ کانفرنس میں ضلع میانوالی اور ضلع چکوال کے عوام نے بھرپور شرکت کی۔ چکڑالہ کے بازار ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے رضا کارانہ طور پر بند کر دیے گئے تھے۔ ہر طرف احرار کے سرخ پرچم اپنی بہاریں دکھا رہے تھے۔

کانفرنس کا آغاز ظہر کی نماز کے بعد ہوا۔ نظامت کے فرائض مولانا تنویر الحسن نے ادا کیے۔ قائد احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی ستون ہے۔ جس کے تحفظ کے لیے کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام برصغیر میں تحریک تحفظ ختم نبوت کی بانی جماعت ہے۔ احرار نے قادیان سے لے کر چناب نگر (ربوہ) تک قادیانیت کا بھرپور تعاقب کیا اور بالآخر احرار اور تمام دینی طبقات کی قربانیوں کے نتیجہ میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخی فیصلہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اب بھی اقتدار کی راہداریوں میں اپنا مکروہ کھیل کھیلنے میں مصروف ہیں۔ قادیانی بیرونی قوتوں کے سہارے پر توہین رسالت کے قانون اور آئین کی اسلامی دفعات کے خاتمے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کو آئین و قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ہر حالت میں جاری رکھا جائے گا اور قادیانیوں کی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں کا راستہ پوری قوت کے ساتھ روکا جائے گا۔ اس موقع پر مولانا سید محمد کفیل بخاری نے فدائے احرار کپتان غلام محمد مرحوم احرار چکڑالہ کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا، جن کی بدولت آج مجلس احرار اسلام علاقہ بھر میں ختم نبوت کا پرچم بلند کیے ہوئے ہے۔ نیز انہوں نے مجاہد ختم نبوت مولانا عنایت اللہ چشتی آف

چکڑالہ (اوّلین مبلغ احرار قادیان) کی خدمات کو بھی سراہا اور ان کی قابل فخر قربانیوں کا تفصیلی ذکر فرمایا۔

پاکستان شریعت کونسل کے مرکزی جنرل سیکرٹری شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی دستور میں متعینہ اپنی آئینی حیثیت سے مسلسل انکاری ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر مصر ہیں جو صریحاً آئین کی خلاف ورزی ہے۔ انہوں نے کہا کہ غیر ملکی لابیاں قادیانیوں کی مکمل پشت پناہ ہیں اور وہ قادیانیوں کی فرضی مظلومیت اور ان کے انسانی حقوق کی مبینہ پامالی کا پراپیگنڈہ کر کے اسلام اور پاکستان کو بدنام کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک حکومت آئین کی رٹ قائم نہیں کرے گی اور سرکاری سطح پر قادیانیوں کو آئین کی پاسداری کا پابند نہیں کیا جائے گا، قادیانی اور ان کے سرپرست ملک و قوم کے لیے مستقل سیکورٹی رسک بنے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام کے اکابر ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے سب سے پہلے فتنہ قادیانیت کو عوامی سطح پر بے نقاب کر کے ان کے سیاسی تخریبی عزائم کی قلعی کھولی۔

حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی (اٹک) نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانی گروہ استعماری ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ قادیانی اسلام اور پاکستان دونوں کے باغی ہیں۔ جن کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے رفقا نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے قادیانی فتنہ کا تاریخی تعاقب کیا اور فرزندانِ امیر شریعتؒ نے اُن کے مشن کی تکمیل کرتے ہوئے قادیانیوں کو انجام تک پہنچایا اور مقام شکر ہے کہ مجلس احرار اسلام اب مولانا سید محمد کفیل بخاری کی ولولہ انگیز قیادت میں تحفظ ختم نبوت کے پھریرے کو لہرا رہی ہے۔ مولانا ظہیر احمد ظہیر نے کہا کہ قادیانی اقلیت اہم کلیدی عہدوں پر براجمان ہو کر اکثریت کے حقوق غصب کر رہی ہے۔ قادیانیوں کو قانون اور آئین کا پابند کیا جائے۔ مجلس احرار اسلام کے ناظم دعوت و ارشاد ڈاکٹر محمد آصف نے کہا کہ ہم قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور اگر قادیانی اسلام قبول کر لیں تو ہم انہیں گلے لگانے کے لیے تیار ہیں۔ مولانا تنویر الحسن احرار نے کہا کہ جب تک اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے ارتداد کی شرعی سزا نافذ نہیں کی جائے گی، قادیانی فتنہ کا سدباب نہ ہو سکے گا۔

کانفرنس کی منظور کردہ مختلف قراردادوں میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ بلا تاخیر اسلامی نظام کو نافذ کیا جائے۔ پاکستان کے نظریاتی تشخص اور ملکی آئین کے تحت طے شدہ دینی امور سے چھیڑ خانی بند کی جائے۔ ایک قرارداد میں ملک میں بڑھتی ہوئی سیاسی افراتفری اور شدید مہنگائی کے طوفان پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اصلاح احوال کا مطالبہ کیا گیا۔ ایک قرارداد میں کہا گیا کہ عقیدہ ختم نبوت کو تمام نجی و سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب کا لازمی جزو بنایا جائے۔ کانفرنس میں مجلس احرار اسلام کے مرکزی ڈپٹی جنرل سیکرٹری میاں محمد اویس، مرکزی سیکرٹری اطلاعات ڈاکٹر عمر فاروق، مولانا حافظ عبیداللہ (مرشد آباد)، قاری محمد قاسم لاہور، معروف نعت خان حسن افضال لاہور، مفتی محمد شعیب امیر احرار ضلع چکوال، مفتی محمد آصف لاوہ، مفتی شیر خان لاوہ، مولانا فیضان اشرفی، مولانا

محمد حذیفہ، ملک محمد عبداللہ علوی امیر مجلس احرار اسلام ضلع میانوالی، امتیاز احمد امیر مجلس احرار اسلام چکڑالہ، عبدالخالق، مولانا محمد یونس، مولانا شفیق احمد، مفتی زاہد محمود، مفتی عنایت اللہ، قاری محمد قاسم ٹہی، ڈاکٹر اکرام اللہ خان صدر پی ایم اے میانوالی، رانا محمد امجد صدر پریس کلب میانوالی، شیر نواز خان ہاتھی خیل میانوالی اور سینئر صحافی ڈی ایم اعوان وغیرہ نے شرکت وخطاب کیا۔ کانفرنس کا اختتام صاحبزادہ مولانا نجیب احمد (خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف) کی دعا سے ہوا۔

گوجرانوالہ (25 مئی 2022) سیشن کورٹ گوجرانوالہ میں لائبریری کے قریبی چوک کا نام خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے ختم نبوت چوک رکھنے پر مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ کے وفد نے ضلعی سرپرست محترم خاور بٹ صاحب اور ضلعی امیر محترم حاجی اشرف صاحب کی قیادت میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن گوجرانوالہ کے صدر ملک عبدالستار اعوان ایڈووکیٹ، جنرل سیکرٹری آصف محمود رندھاوا ایڈوکیٹ اور سینئر رکن بار میاں شاہد علی انصاری ایڈووکیٹ اور دیگر وکلاء سے بار میٹنگ روم میں ملاقات کی اور انہیں یہ نام رکھنے کی مبارکباد دی اور ان کے جذبہ ایمانی کی ستائش کی اور گلدستہ بھی پیش کیا۔ وفد میں مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ کے جنرل سیکرٹری حافظ محمد اکمل، ناظم اطلاعات محمد عمر شکیل، قاری اعجاز احمد صاحب اور مفتی عباد صاحب شامل تھے۔

آن لائن ختم نبوت انعامی مقابلہ

مجلس احرار اسلام ملتان کے زیر اہتمام سوشل میڈیا پر ایک سلسلہ بعنوان ’’ختم نبوت انعامی مقابلہ‘‘ کا آغاز اپریل 2022 سے کیا گیا جس میں ہر ماہ تین سے چار سوالات دیے جاتے ہیں اور ان کے درست جوابات ارسال کرنے پر قرعہ اندازی کے بعد انعام دیا جاتا ہے۔

ماہ اپریل میں 8 لوگوں نے مقابلہ میں شرکت کی جن میں سے 6 کے جوابات درست تھے اور قرعہ اندازی کے ذریعہ عائشہ حسن صاحبہ (ٹوبہ ٹیک سنگھ) نے انعام حاصل کیا۔ ماہ مئی میں بھی 8 شرکاء تھے اور 6 کے جوابات درست تھے جبکہ قرعہ اندازی کے ذریعہ ثمائلہ کنول (کوئٹہ) نے انعام حاصل کیا۔

مسافرانِ آخرت

☆لاہور: مجلس احرار اسلام لاہور کے کارکن، نوجوان سیرت نگار میاں محمد سعد خالد بن میاں محمد خالد 15 اپریل 2022ء کو انتقال کر گئے۔ میاں محمد سعد خالد انتہائی صالح نوجوان اور حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق تھے۔ سیرت طیبہ کے مطالعے اور سیرت کے مختلف موضوعات کی تحقیق کا ذوق جنون کی حد تک تھا۔ کئی موضوعات پر تحریری کام کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے صدقے اُن کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ میاں محمد سعد خالد رحمہ اللہ انتہائی اعلیٰ اخلاق والے انسان تھے۔ ان کی محبتیں اور حسن سلوک ناقابل فراموش ہیں۔

☆وادی نیلم، کشمیر: ہمارے کرم فرما ڈاکٹر حافظ سعید عاطف کے ماموں مولانا ظہور الحق (فاضل نصرۃ العلوم،

گوجرانوالہ) انتقال: 15 اپریل 2022ء

☆ مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس قاری محبوب الرحمٰن کے چچا گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

☆......چیچہ وطنی: حافظ قاری محمد اشرف مدنی 8 اپریل مطابق 6 رمضان جمعۃ المبارک کو انتقال کر گئے، ابتدائی تعلیم وتربیت حضرت حافظ عبدالرشید چیمہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، پھر جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں تعلیم کے کچھ عرصہ بعد مدینہ یونیورسٹی مدینہ منورہ میں پڑھتے رہے اور وہاں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے مناسبت ہوئی اور عمر بھر ان سے تعلق قائم رہا، حافظ عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ عربیہ رحیمیہ 42.12 ایل کے علاوہ مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی اور ماتحت اداروں کے بھرپور معاون تھے، حاجی عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ محمد حبیب اللہ چیمہ مرحوم، کے ساتھ عمر بھر انتہائی محبت وشفقت فرماتے رہے، مرحوم کے لواحقین خصوصا فرزندان محمد اجمل اور عزیزی حافظ محمد امجد سے ادارہ تعزیت کا اظہار کرتا ہے، مسجد ابراہیم بوریوالا روڈ ان کا صدقہ جاریہ ہے۔ یہاں ہماری سرگرمیاں بھی وقتاً فوقتاً جاری رہتی ہیں۔

☆......چیچہ وطنی: مسجد ختم نبوت رحمان سٹی کے معاون ماسٹر محمد مسعود کے برادر نسبتی فوجی نذیر احمد چک نمبر 49.12 ایل۔ انتقال 13 مئی 2022ء

☆......چیچہ وطنی: مسجد ختم نبوت رحمان سٹی چیچہ وطنی کے معاون محمد اسلم سندھو کے بھائی محمد اجمل سندھو 21 اپریل 19 رمضان المبارک جمعرات کو انتقال کر گئے۔

☆......چیچہ وطنی: ہمارے دیرینہ معاون اور عزیز دوست احسان الحق کے جواں سالہ بھتیجے محمد یحیٰی چک نمبر 193 گ ب شمالی مریدوالا 16 مئی پیر کو ٹریفک حادثے میں انتقال کر گئے۔ نماز جنازہ میں جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے شرکت کی۔

☆......چیچہ وطنی: مدرسہ عربیہ کریمیہ حیات آباد چیچہ وطنی کے مہتمم قاری محمد شہباز۔ انتقال 8 اپریل 6 رمضان

☆......چیچہ وطنی: جمعیت علماء اسلام کے سابق رہنماء ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ، محمد آصف چیمہ، محمد فاروق اور محمد شہباز چیمہ کی والدہ ماجدہ حاجی عبداللطیف خالد چیمہ کی خالہ 8 مئی اتوار کو انتقال کر گئیں بعد نماز عصر نماز جنازہ قائد احرار سید محمد کفیل بخاری نے پڑھائی، جس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی شخصیات واحباب نے شرکت کی۔

☆......چیچہ وطنی: ہمارے مہربان ومعاون چودھری محمد غفران ایڈووکیٹ 3 مئی یکم شوال یوم عید الفطر کو انتقال کر گئے نماز جنازہ مرحوم کے آبائی گاؤں 110۔7 آر میں ادا کی گئی، مرحوم چودھری محمد غفران، تحریک طلباء اسلام کے بانی رکن افتخار علی پوسوال کے قریبی عزیز تھے۔

☆......مجلس احرار اسلام جھنگ کے کارکن رب نواز گل کے چچا زاد بھائی، محمد نواز گل کے بھائی ڈاکٹر محمد افضل کے چچا محمد اجمل مرحوم۔ انتقال 19 مئی 2022ء

☆......☆......☆

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے۔ جنت میں گھر بنایئے!

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

کے زیر اہتمام چوتھے مرکز احرار

مسجد ختم نبوت، رحمٰن سٹی اوکانوالہ روڑ چیچہ وطنی کی تعمیر کا کام جاری ہے، مسجد کا ہال، برآمدہ تعمیر ہو چکے ہیں، ان شاء اللہ بیسمنٹ کی تعمیر شروع ہونے والی ہے، اصحابِ خیر سے اپیل ہے کہ نقد اور مٹیریل کی شکل میں تعاون فرمائیں اور اللہ سے اجر پائیں! 25۔مرلے کے رقبہ پر اس مرکز میں مسجد، مدرسہ، لائبریری، ڈسپنسری تعمیر ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ، اخراجات کا تخمینہ تقریباً ایک کروڑ روپے سے زائد ہے۔

ترسیل زر و رابطہ: عبداللطیف خالد چیمہ (مدیر مراکز احرار چیچہ وطنی)

دفتر دارالعلوم ختم نبوت، جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

منجانب: تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی 040-5482253,0300-6939453

عیدالاضحیٰ کے موقع پر

قربانی کی کھالیں

شعبہ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ

مجلسِ احرارِ اسلام

کو دیجیے

جملہ رقوم، عطیات، زکوٰۃ و عشر، صدقات
قیمت چرم قربانی بھیجنے کے لیے

ترسیل زر

بنام: سید محمد کفیل بخاری
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
0300-6326621

مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان	061 - 4511961 0304-2265485
مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر	0301-3138803
مدرسہ معمورہ دفتر احرار لاہور	042 - 35912644 0300-4240910
مولوی محمد طیب مدنی مسجد چنیوٹ	0321-7708157
دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی	040 - 5482253
امجد حسین (سیالکوٹ) ذوالفقار بھٹو (ڈسکہ)	0307-6101608 0301-6100380
مدرسہ معمورہ، میراں پور (میلسی)	0308-7944357
مدرسہ ختم نبوت گڑھا موڑ (میلسی)	0300-7723991
مدرسہ ابوبکر صدیق، تلہ گنگ	0300-5780390
ڈاکٹر عبدالرؤف ڈاکٹر ریاض احمد جتوئی (مظفر گڑھ)	0301-7465899 0301-5641397
ملک عاصم عطاء (ڈیرہ اسماعیل خان)	0333-9971711
مدرسہ ختم نبوت بورے والا (وہاڑی) محمد خاور بٹ (گوجرانوالہ)	0300- 6993318 0303-5451132
مدرسہ محمودیہ معمورہ، ناگڑیاں (گجرات)	0301-6221750
محمد اشرف علی احرار، فیصل آباد	0300- 7623619
حافظ محمد عمران، ماہڑہ (مظفر گڑھ)	0302-7778069
محمد اصغر لغاری، میر ہزار خان (مظفر گڑھ) حافظ عبدالقیوم، میر ہزار خان (مظفر گڑھ)	0300-8955344 0302-7320947
عبدالکریم قمر (کمالیہ)	0333-6377304
مولانا محمد اسماعیل (ٹوبہ)	0308-7298634
محسن خان سیال (جھنگ)	0308-5165518
مولانا فقیر اللہ رحمانی، رحیم یار خان	0301-7660168
مولوی عمر فاروق، مدنی مسجد بہاولپور	0301-7191999
شفیع الرحمٰن احرار (کراچی)	0316-2211545

الداعی الی الخیر
شعبہ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY

کیئر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

24 گھنٹے سروس

اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ

آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس